عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE
جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر

قادیانی نوجوانوں میں
قادیانیت سے
بیزاری

29
مئی
عظیم تحریک کا
یومِ آغاز

خوشی

ختم نبوت کا آٹھواں سال

بزم ختم نبوت

کیا کوئٹہ R.T.W کا جنرل منیجر قادیانی ہے ؟

جناب ایڈیٹر صاحب !

السلام علیکم !

الحمدللہ رسالہ ختم نبوت تو کافی عرصہ سے پڑھ رہا ہوں ۔ لیکن خط آج پہلی بار آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں ۔ کیونکہ شمارہ نمبر ۴۶ پڑھ کر دل بہت بے چین ہو گیا ہے ۔ سکون قلب کی خاطر آپ بزرگوں کی خدمت میں یہ خط اپنا دل کھول کر ارسال خدمت کر رہا ہوں ۔

آج شمارہ نمبر ۴۶ کے پہلے صفحہ پر کمیونیکیشن سیکریٹری بریگیڈیر منصور الحق کے قادیانی ہونے کی خبر پڑھی ۔ بس یہ خبر تھی جس نے پورے دماغ و دل میں بے چینی پیدا کر دی اور خیال پیدا ہوا کہ کوئٹہ R.T.W کا جنرل منیجر قادیانی اس کا P.A قادیانی ڈائریکٹر کا P.A قادیانی اور نہ جانے دوسرے صوبوں میں صرف T.T کے محکمے میں کتنے قادیانی ہوں گے اور اب غضب خدا کا یہ کہ سیکریٹری کمیونیکیشن بھی قادیانی ۔ یہ تو ہے محکمہ T.T کا حال جو ملک کا ایک حساس ترین ادارہ ہے ۔ باقی اداروں کا کیا حال ہوگا ۔

قادیانی بہت آہستہ آہستہ ایک بڑے منصوبے کے تحت اپنے آپ کو پاکستان کے تمام محکموں میں بڑی بڑی پوسٹوں تک پہنچا رہے ہیں ۔ اور ہمارا احتجاج صرف رسالہ تک محدود ہے ۔ میں محکمہ T&T میں ایک کلرک کی حیثیت سے کام کرتا ہوں ۔ اب جبکہ میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں ۔ کچھ بھائی سادہ کاغذوں پر لوگوں سے دستخط لے رہے ہیں ۔ پتہ چلا ہے کہ G.M آفس میں قادیانی کھلی تبلیغ کر رہے ہیں اور ان کے لٹریچر بھی پکڑے گئے ہیں ۔ اور یہ بھائی ان کے خلاف احتجاج کرنے کیلئے ان سے دستخط لے رہے ہیں ۔

قادیانیوں کی یہ سرگرمیاں اور ہماری یہ خاموشیاں خدا کی قسم دل پھٹ رہا ہے ۔ آج کے شمارہ نمبر ۴۶ میں اداریۂ صفحہ پر لکھا ہے کہ پاکستان کی سیاست میں اسلام پسند ایک غالب مگر خاموش طبقہ موجود ہے جو جب بھی اٹھتا ہے تو پھر فیصلہ کن انداز سے اٹھتا ہے ۔ لہذا امتی محمد رسول اللہ التجا کرتا ہے کہ آپ بزرگان (اللہ آپ کو سلامت رکھے) اس خاموش طبقہ کو جھنجھوڑ دیئے کہ اٹھو وقت آگیا ہے اور ان تمام قادیانیوں کو جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج اور دیگر حساس محکموں میں آہستہ آہستہ رینگ کر اہم پوسٹیں حاصل کر رہے ہیں انہیں ایک ہی دھکے میں گرا دیں ۔ اور اس وقت تک احتجاج کرتے رہیں جب تک کہ فیصلہ نہ ہو جائے ۔

کیا ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو ان اہم پوسٹوں کا اہل ہو ۔ الحمدللہ بہت ہیں ۔ لیکن یہ زندیق اپنے منصوبہ کے تحت کسی اور کو آگے نہیں آنے دیتے ۔ اب ہمیں بھی اس پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر ان کافروں کے خلاف کام کرنا چاہیئے اور سب سے اہم کام جو قادیانیوں کے مشن کا اہم جز ہے اور جس پر وہ بہت آہستہ آہستہ خاموشی سے عمل کر رہے ہیں (مثلاً اہم پوسٹوں پر رسائی حاصل کرنا اور نیچے سے اپنے قادیانیوں کو اوپر لانا ۔) لہذا ہمیں ان کے خلاف احتجاج شروع کر دینا چاہیئے ان زندیقوں کے خلاف اخبارات و رسائل کے ذریعے لوگوں کو بتائیں ۔ عملاً جلسے و جلوس ان کے خلاف شروع کرائیں تاکہ یہ کافر اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہوں ۔

والسلام

ایک واقف حال

نوٹ : ادارہ کا اس خط کے مندرجات سے اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ۔ اس خط میں R.T.W کوئٹہ کے جنرل منیجر اور اس کے پی اے پر قادیانی ہونے کا جو الزام لگایا گیا ہے ۔ بہتر ہوگا کہ مذکورہ دونوں حضرات اپنی پوزیشن کی وضاحت کریں ۔ اگر وہ قادیانی نہیں ہیں تو اپنا تردیدی بیان بھیجیں جسے انہیں صفحات میں شائع کر دیا جائے گا ۔

—— (ادارہ) ——

ختم نبوت

حضرت مولنا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا !

جہاں تک ختم نبوت کا تعلق ہے ہم صرف نبوت ہی کو ختم نہیں مانتے ۔ بلکہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سی چیزوں کو ختم مانتے ہیں ۔ دیکھو کیا ارشاد ہوتا ہے ۔

قل اعوذ برب الناس —— ترجمہ : کہہ میں پناہ میں آتا ہوں نسل انسانی کے رب کی ۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس —— ترجمہ : رمضان کا مہینہ جس میں اتارا گیا قرآن نسل انسانی کیلئے ہدایت ہے ۔

ان اول بیت وضع للناس —— ترجمہ : بیشک پہلا گھر (خانہ کعبہ ہے) جو بنایا گیا نسل انسانی کیلئے ۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس —— ترجمہ : تم خیر امت ہو نکالی گئی نسل انسانی کیلئے ۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اب ہمارا :

رب : رب الناس **کتاب :** ھدًی للناس **قبلہ :** بیت وضع للناس

امت : اخرجت للناس ۔ یعنی ہمارا رب تمام انسانیت کا رب ، ہماری کتاب تمام انسانیت کیلئے موجب ہدایت ، ہمارا کعبہ تمام انسانیت کیلئے جائے مرکزیت اور ہم انسانیت کیلئے امت خیر ۔

نسل انسانی : کے لیئے رب اکبر کے سوا اور کوئی رب نہیں ، کعبہ کے سوا اور کوئی مرکز نہیں ، قرآن کے سوا اور کوئی قانون نہیں اور محمد عربی کے سوا اور کوئی نبی نہیں ۔ ربوبیت رب پر ختم ہے ۔ کتب قرآن پر ختم ہیں ، امتیں اسلام پر ختم ہیں اور نبوت محمد عربی پر ختم ۔ رب اکبر کے سوا اور کوئی رب نہیں ہوسکتا ، کعبہ کے بعد کوئی گھر نہیں ہوسکتا تو محمد کے بعد اور کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا ۔

ہفت روزہ ختم نبوت

AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE KHATME NUBUWWAT

اشاعت : ۲۰ شوال تا ۳ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ
مطابق ۲۶ مئی تا ۸ جون ۱۹۸۹ء
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر ۱

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مدیر مسئول : عبد الرحمٰن باوا

اس شمارے میں

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱	ختم نبوت کا آٹھواں سال (اداریہ)	۵
۲	تحریک ختم نبوت پر ایک نظر	۶
۳	قادیانی نوجوانوں میں قادیانیت سے بیزاری	۱۱
۴	۲۹ مئی ۷۴ء سے ۷ ستمبر ۷۴ء تک	۱۴
۵	۲۹ مئی ۔ ایک عظیم الشان تحریک کا یوم آغاز	۱۵
۶	ختم نبوت کے ۸ سات کامیاب سال	۱۶
۷	تقسیم ہند اور قادیانی	۱۸
۸	حضرت شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا بخاریؒ صاحب	۲۱

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر : ۷۱۱۹۶۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ــــ مہتمم دار العلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب ــــ برما
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ــــ پاکستان
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ــــ متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ــــ بنگلہ دیش
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ــــ جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ــــ برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ــــ کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب ــــ فرانس

برما ــــ محمود یوسف

نارتھ امریکہ
- ٹورنٹو ــــ حافظ سعید احمد
- وینی پیگ ــــ میاں حمید
- مونٹریال ــــ آفتاب احمد
- واشنگٹن ــــ کرامت اللہ
- شکاگو ــــ محمد عبدالحئی
- لاس اینجلس ــــ مزمل سعید
- وینکوور ــــ جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن ــــ عامر رشید

بیرون ملک نمائندے
- قطر ــــ قاری محمد اسماعیل رشیدی
- امریکہ ــــ چوہدری محمد شریف گجوری
- دوبئی ــــ قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ــــ قاری وصیف الرحمٰن
- بارباڈوس ــــ اسماعیل قاضی
- سورینام ــــ اے ایکو انصاری
- برطانیہ ــــ محمد اقبال
- اسپین ــــ راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ــــ محمد ادریس
- ناروے ــــ میاں اشرف جاوید
- افریقہ ــــ محمد زبیر افریقی
- ماریشس ــــ محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ــــ اسماعیل نائیڈا
- ری یونین فرانس ــــ عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ــــ محی الدین خان
- مغربی جرمنی ــــ مشتاق الرحمٰن

القرآن

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔ (الاحزاب)

الحدیث

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ آراستہ و پیراستہ بنایا۔ مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔ پس لوگ اس کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا۔ اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا۔ اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔

جو لوگ کیمیاوی تحلیلات کے ذریعے ختم نبوت کے عموم میں سے مخترعہ نبوت بروزیت و ظلیت کی آڑ لے کر تاویلات باطلہ سے مسئلہ ختم نبوت کو صرف ـــــــ تشریعیہ کے ساتھ مخصوص کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ ذرا اس صحیح حدیث کے مضمون پر غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بلیغ تمثیل کے ساتھ ان کے اوہام کا استیصال فرمایا ہے۔ کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک عالیشان محل کی طرح پر ہے۔ جس کے ارکان انبیاء علیہ السلام ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف لانے سے پہلے یہ محل بالکل تیار ہو چکا تھا۔ اور اس میں ایک اینٹ کے سوا اور کسی قسم کی گنجائش تعمیر میں باقی نہیں تھی۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پورا فرما کر قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب اس میں نہ نبوت شریعیہ کی گنجائش ہے۔ اور نہ تشریعیہ غیرہ کی۔

علاوہ بریں حدیث میں مثل الانبیاء من قبلی کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام گذر چکے ہیں جن میں اصحاب شریعت جدیدہ بھی تھے۔ اور پہلی شرائع کے متبع بھی۔ الغرض ان سب کے مجموعہ سے قصر نبوت کی تکمیل میں صرف ایک ہی اینٹ کی کمی واقع تھی۔ جس کو آپ نے پورا فرمایا، آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کی گنجائش نہیں رہی۔ (از ختم نبوت کامل مرسلہ: عتیق الرحمان خان و زاہدہ قمر النساء جزاک اللہ)

۱۹۸۹ء ختم نبوت کا سال

ختمِ نبوّة کا آٹھواں سال

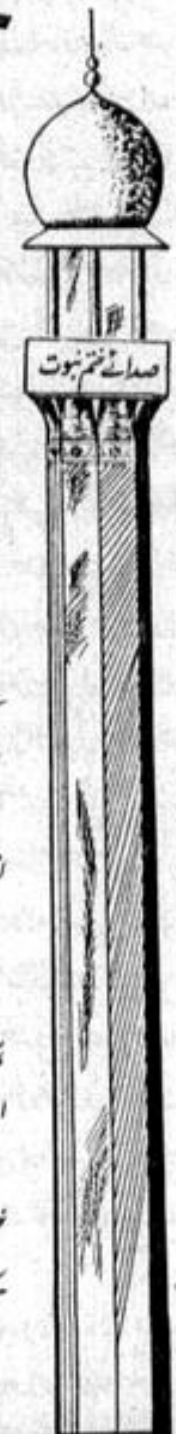

ختم نبوت انٹرنیشنل ——— نے اپنی زندگی کے سات سال مکمل کرلیے ہیں۔ اب الحمدللہ آٹھویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ اس نئی جلد کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ گذشتہ سات سال سے "ختم نبوت کے ——— قارئین، ہمارے مشن، ہمارے مقاصد کو سمجھ چکے ہوں گے۔ ہمارا نصب العین اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلام کی سربلندی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جائے۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے۔ اس کا تحفظ پورے دین کا تحفظ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے میدانِ یمامہ میں جو قربانیاں اور خون کے نذرانے پیش کیے تھے۔ وہ ہمارے لیے زندہ مثال بھی ہے اور نشانِ راہ بھی۔ آیئے! آج پھر عہد کریں کہ ہم بھی تحفظ ختم نبوت کے لیئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔

ختم نبوت انٹرنیشنل ——— نے ان سات سالوں میں کیا کچھ کیا؟ اس سوال کا مختصر جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور انہیں یہ بتایا کہ عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ایمان مکمل نہیں اور انہیں قادیانی ٹولے کے عقائد و عزائم اور اس کی اسلام دشمن سازشوں سے آگاہ کیا اور اہلِ اقتدار کو بتایا کہ یہ گروہ نہ صرف اسلام دشمن ہے بلکہ وطن دشمن بھی۔ اور یہ کہ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ان کے عزائم میں شامل ہے۔

آج سات سال مکمل ہونے پر ہم بارگاہ رب العزت میں سجدہ شکر بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہر حال میں ہمارے ساتھ تائید غیبی اور نصرتِ خداوندی شامل رہے۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ختم نبوت انٹرنیشنل ——— پوری ملت اسلامیہ کا واحد دینی جریدہ ہے۔ پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ مقبول بھی ہے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اس جریدہ کے ساتھ تعاون مسلسل جاری رکھیں تاکہ یہ جریدہ اسی طرح شائع ہوتا اور ارتداد و کفر کے تعاقب و محاسبہ میں مصروف رہے۔

۲۹ رمئی ۸۲ء کو ختم نبوت کا اجراء کیا تھا۔ یہ دن تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا اہم دن شمار ہوتا ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریکِ تحفظ ختم نبوت کا یوم آغاز تھا۔ ہر سال جب بھی یہ دن آئے گا ہم شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔ اس لیے کہ انہی کی جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت پر ایک نظر

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کا ایک اہم مقالہ

اما بعد متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جور و ستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کر سکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا۔ جس نے پورے ہندوستان کا سفر کیا اور واپس جا کر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد مٹانے کیلئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولی الامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی ڈی۔سی۔ آفس میں معمولی درجہ کا کلرک تھا۔ اردو، عربی، فارسی، اپنے گھر پر پڑھی تھی۔ مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام ہو گیا۔ غرضیکہ اسکی تعلیم دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے ناقص تھی۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے انگریز ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اہم اور ذمہ دار شخص نے اس سے ڈی۔سی۔ آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تھا۔ مسیحی مشن کا فرد انگلینڈ روانہ ہو گیا اور مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا۔ باپ نے کہا نوکری کی فکر کرو۔ جواب دیا میں نوکر ہو گیا ہوں۔ اور پھر بغیر مرسل کے پتا کے منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے، مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی۔ بحث و مباحثہ اشتہار بازی شروع کر دی یہ تمام تر تفصیل مرزائی کتب میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کیلئے برطانوی سامراج نے مرزا قادیانی کا کیوں انتخاب کیا؟ اس کا جواب بھی خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے بمعہ ساز و سامان کے مہیا کئے۔ اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔

غرضیکہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی۔ یہی وہ وجہ ہے کہ اس مقصد کیلئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی اور اسکی خدمات حاصل کی گئیں۔

جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے۔ لیکن حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز ایک ایسا مسئلہ ہے کہ

> **حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے عدالت میں قادیانی کو للکارتے ہوئے کہا اگر تو چاہے تو میں ابھی دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم کی آگ میں جل رہا ہے۔**

اس میں مرزا قادیانی کی کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں۔ کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض و غایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا ہے۔ سر سید احمد خان مرحوم کی روایت جو ان کے مشہور مجلہ تہذیب الاخلاق میں چھپ چکی ہے کہ خود سر سید احمد خان سے انگریز وائسرائے ہند نے مرزا قادیانی کی امداد و اعانت کرنے کو کہا جو بقول ان کے انہوں نے نہ صرف رد کر دیا بلکہ اس منصوبے کا بھی افشا کر دیا جس کے نتیجہ میں انگریز وائسرائے سر سید احمد خان سے ناراض ہو گئے۔

مرزا قادیانی کے دعاوی پر نظر ڈالئے اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا۔

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے مرزا قادیانی کے دعویٰ سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔ بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

رد قادیانیت کے سلسلہ میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب و خوش بخت حضرات نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کیا ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا نذیر حسین دہلویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، جناب مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ، حضرت مظہر علی اظہرؒ، حافظ کفایت حسینؒ، حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ و بیباک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں میں دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے دے دیا تھا۔ ان حضرات

کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری اُمّت نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق و توثیق کی۔

غرضیکہ پوری اُمّت کی اجتماعی جدّ و جہد سے مرزائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا نذیر حسین دہلویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا سیّد علی الحائریؒ سمیت اُمّت کے تمام طبقات کو اپنے سب و شتم کا نشانہ بنایا۔ کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنھوں نے تحریر و تقریر و مناظرہ و مباہلہ کے میدان میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو چاروں شانے چت کیا۔ اور یوں اپنے فرض کی تکمیل کر کے پوری اُمّت کی طرف سے شکریہ کے مستحق قرار پائے۔

مقدمہ بہاولپور

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔ اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کر دیا۔ جو ۳۱ ۱۹ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ بہاولپور ایک اسلامی ریاست تھی۔ اس کے والی نواب جناب صادق محمد خان خامس عباسی مرحوم ایک سچے مسلمان اور عاشقِ رسولؐ تھے۔ خواجہ غلام فریدؒ بہاولپور کے معروف بزرگ کے عقیدت مند تھے۔ خواجہ غلام فریدؒ کے تمام خلفاء کو اس مقدمہ میں گہری دلچسپی تھی۔ اس وقت جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے۔ جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ارادت مند تھے۔ لیکن اس مقدمہ کی پیروی اور اُمّتِ محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کیلئے سب کی نگاہِ انتخاب دیوبند کے فرزند شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ مولانا غلام محمد صاحب کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کر کے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاولپور تشریف لائے۔ ان کے تشریف لانے سے پورے ہندوستان کی توجہ اس مقدمہ کی طرف مبذول ہو گئی۔ بہاولپور میں علم کی موسم بہار شروع ہو گئی۔ اس سے مرزائیت کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے بھی ان حضرات علماء کی آئینی گرفت اور احتسابی شکنجہ سے بچنے کیلئے ہزاروں جتن کئے۔ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ اور مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم وشکر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور

> ۵۳ء کی تحریک برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ایک لاکھ نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور دس لاکھ مسلمان تحریک سے متاثر ہوئے۔

کفر شکن بیانات ہوئے۔ مرزائیت بوکھلا اٹھی۔ ان دنوں مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا خاص پرتو تھا۔ وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں اگر قرآن و سُنّت کے دلائل دیتے تو عدالت کے در و دیوار جھوم اُٹھتے اور جلال میں اگر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا۔ مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ نے اس مقدمہ میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا۔ اگر چاہو تو میں عدالت میں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔ مرزائی کانپ اٹھے۔ مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

علماء کرام کے بیانات مکمل ہوئے نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ بڑھا۔ اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ مرحوم لندن گئے ہوئے تھے۔ نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن گذارتے تھے۔ نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمہ کو ختم کرا دیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ سر عمر حیات ٹوانہ صاحب نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالتمآبؐ کا توان سے سودا نہیں کیا۔ آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے میں حق و انصاف کے سلسلہ میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔ چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کی نجات کیلئے اتنی بات کافی ہے۔

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب و تحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے کوشش کی۔ لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں۔ مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فیصلہ کیلئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سُن لوں گا اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آکر فیصلہ سُنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادق مرحوم نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔

یہ مقدمہ حق و باطل کا عظیم معرکہ تھا۔ جب ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مرزائیت کے صحیح خط و خال آشکارا ہو گئے۔ بلاشبہ پوری اُمّت جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کی مرہونِ منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل و انصاف، محنت و عرق ریزی سے ایسا فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہو تا گیا۔ یہ فیصلہ قادیانیت پر برقِ آسمانی و بلائے ناگہانی ثابت ہوا۔ مرزائیوں نے اپنے نام نہاد

مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے بمعہ ساز و سامان کے مُہیّا کیئے۔

ختم نبوت کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی و اخلاقی بالادستی قادیانیت کے خلاف مقدمہ بہاولپور نے مہیا کی ہے۔

خلیفہ مرزا محمود کی سربراہی میں سر ظفر اللہ مرتد سمیت جمع ہو کر اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کی سوچ بچار کی لیکن آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ فیصلہ اتنی مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی اور رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں۔ کفر ہار گیا۔ اسلام جیت گیا۔ ایک دفعہ پھر جاء الحق وزھق الباطل کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آگئی اور مرزائی فبھت الذی کفر کا مصداق ہو گئے۔ اس تاریخ ساز فیصلہ نے چاردانگ عالم میں تہلکہ مچا دیا۔ مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنا شروع ہو گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

ہندوستان تقسیم ہوا۔ خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی۔ بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ چوہدری سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے مرزائیت کے جنازہ کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر اندرون و بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی۔ ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میر کارواں احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا۔ پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ آپ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالویؒ، مولانا پیر غلام محی الدین گولڑویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، علامہ احمد سعید کاظمیؒ، مولانا پیر سید شریفؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا مظہر علی اظہر، سید مظفر علی شمسی، آغا شورش کاشمیریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، غرضیکہ کراچی سے لیکر ڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

بلاشبہ برصغیر کی یہ عظیم ترین تحریک تھی جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ایک لاکھ مسلمانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے۔ ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے سنگینوں کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے ایمانی جذبہ سے ختم نبوت کے اس محاذ کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر پوری دنیا کے سامنے آگیا۔ تحریک کے ضمن میں انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کر دی۔ عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء و کلاء کی تیاری مرزائیت کی کتب سے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا اتنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی آدمی رہائش تک دینے کیلئے تیار نہ تھا۔ جناب حکیم عبدالمجید احمد سیفی نقشبندی مجددیؒ، خلیفہ مجاز خانقاہ سراجیہ نے اپنی عمارت ۲، بیڈن روڈ لاہور کو تحریک کے رہنماؤں کیلئے وقف کر دیا۔ تمام تر مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ختم نبوت کے عظیم مقصد کیلئے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر اور درانیؒ کے بعد

> **حکومت نے اتنا خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی آدمی رہائش تک دینے کے لیے تیار نہ تھا۔**

مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد حیات فاتح قادیانؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، سائیں محمد حیات اور مرزا غلام نبی جانبازؒ کا یہ ایک عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد رکھی۔ اس سے قبل مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، چوہدری افضل حقؒ اور خود حضرت امیر شریعت اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کو جو چرکے لگائے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ قادیان میں کانفرنس کر کے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا۔ نیز مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ رد مرزائیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

مجلس احرار اسلام کی کامیابی کی گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی۔ مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، صدر مجلس احرار نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خانؒ اور دوسرے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے ہماری راہنمائی کی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت اقدس ابوالسعد احمد خانؒ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا تھا کہ مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے اسے جاری رکھا جائے اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا۔

مسجد شہید گنج کے ملبہ کے نیچے مجلس احرار کو دفن کرنیوالے انگریز اور ان کے حواری اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اس لئے کہ انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا۔ جبکہ مرزائیت کی مستقل تردید کیلئے مستقل ایک جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام سے تشکیل پا کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ ان حضرات نے سیاست سے علیحدگی کا محض اس لئے اعلان کیا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کی ترویج کے سلسلہ میں ان کے کوئی سیاسی اغراض ہیں۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے، مولانا لال حسین

اختر نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کا تعاقب کیا۔ مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کاوش کی اور وہ انقلاب کے ذریعہ اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں پر مرزائی منتخب ہو گئے۔ اقتدار کے نشہ اور ایک سیاسی جماعت سے سیاسی وابستگی نے انہیں دیوانہ کر دیا۔ وہ حالات کو اپنے لئے ساز گار پا کر انقلاب کے ذریعہ اقتدار پر قبضہ کی سکیمیں بنانے لگے۔ قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس نشہ میں دھت ہو کر انہوں نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجہ میں تحریک چلی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر تھے ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے۔ آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔

امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہو گئی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ مذہبی و سیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا عبدالحکیم اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی۔ متفقہ طور پر اپوزیشن

مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد اشرف جالندھریؒ، مولانا عبداللہ خان نیازی، مولانا صاحبزادہ فضل رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، سید مظفر علی شمسیؒ، مولانا علی غضنفر کراروی، مولانا عبدالکریم صاحب، پیر شریف، حضرت مولانا محمد شاہ امروٹیؒ، غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے

> آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن کر چار دانگ عالم میں ختم نبوت کے پرچم کو بلند کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔

تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔ اخبارات و رسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا۔ ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی و لاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق، اور مولانا سید انور حسین نفیس رقم نے مرتب کیا۔ اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال مولانا مفتی محمود مرحوم کے نام نکلا جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا تو قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آ گئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی تو نوے دن کی شب و روز محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے عہد اقتدار میں متفقہ

پھر تحریک منظم ہوئی۔ شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی رحلت کے بعد سے اس وقت تک مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے۔ اس لئے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی امارت بھی حقیر کے حصہ میں آئی۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ فضل ہے جس نے جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں امت محمدیہ کے تمام طبقات کو اتفاق و اتحاد نصیب کر کے ایک لڑی میں پرو دیا اور یوں ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب مرحوم کے ہاتھوں جاری ہوا۔ قادیانیت کے خلاف آئینی طور پر جتنا ہونا چاہیے تھا اتنا تو نہیں ہوا لیکن جتنا ہوا اتنا آج تک نہیں ہوا تھا آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن چکی ہے اور چار دانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے پھریرے کو بلند کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

ایک بدیہی حقیقت

لیکن یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ان تمام تر کامیابیوں و کامرانیوں میں "مقدمہ بہاولپور" کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ختم نبوت کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی و اخلاقی بالادستی قادیانیت کے خلاف اس مقدمہ نے مہیا کی ہے۔ فیصلہ مقدمہ کئی بار شائع ہوا۔ علماء کرام کے عدالتی بیانات بھی متعدد بار شائع ہوئے لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مقدمہ کی تمام تر کارروائی حضرات علماء کرام کی شہادتیں بیانات، دلائل اور حقائق مرزائی وکیلوں کے جواب میں

علماء وقت نے تحریر و تقریر و مناظرہ و مباہلہ کے میدان میں مرزا قادیانی کو اس کے حواریوں سمیت چاروں شانے چت کر دیا۔

کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی۔ اور پیپلز پارٹی بر سر اقتدار طبقہ یعنی حکومت کی طرف سے دوسری قرارداد عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی۔ جو ان دنوں وفاقی وزیر قانون تھے۔ قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہو گئی۔ پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خان، آغا شورش کاشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑی، مفتی زین العابدین

طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

۱۲ فروری ۱۹۸۴ء کو مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کو مرزائی سربراہ مرزا طاہر کے حکم پر مرزائیوں نے اغوا کیا جس کے رد عمل میں

بطور جواب الجواب بیانات جو عدالت کے ریکارڈ میں تھے اور جرح و بحث کی تمام تر تفصیلات سامنے آئیں تاکہ علوم و حقائق کے بہا سمندر سے دنیائے اسلام فیض یاب ہوتی۔ یہ سب کچھ عدالت کے ریکارڈ میں محض مخفی خزانہ کی طرح پوشیدہ تھا۔ حالانکہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور کی ابتدائی اشاعت کے وقت ہی مولانا محمد صادق مرحوم نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تمام تر کارروائی کو شائع کیا جائے گا لیکن کلف

امر مسرہوں باوقاعدہ یہ کام آج تک پورے طور پر نہ ہوسکا۔ اللہ رب العزت نے غیب سے اہتمام فرمایا اسلامی درد اور جذبہ رکھنے والے حضرات کو اللہ رب العزت نے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ کام خود شروع نہیں کیا بلکہ قدرتِ الٰہی نے ان سے یہ کام شروع کرایا ہے۔ انہوں نے اسلامک فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔ ساٹھ برس کی طویل مدت گزرنے کے بعد روئداد مقدمہ حاصل کرنا اور اہلِ علم حضرات کیلئے مرتب کرکے پیش کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ قدرتِ الٰہی نے دست گیری فرمائی ان حضرات نے محنت کی کارواں اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ منزل قریب ہوتی رہی مقدمہ کی تمام کارروائی حاصل ہوگئی۔ اس کی ترتیب کا کام شروع ہوگیا اسلامک فاؤنڈیشن کے نمائندوں نے بارہا طویل ترین تکالیف دہ سفر برداشت کرکے ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں اصل مرزائی کتب سے حوالہ جات کو بار بار پڑھا۔ نوشواستیت حاصل کیئے شب و روز محنت دعرق ریزی کے بعد اسے کتابت کیلئے دے دیا گیا تا آنکہ اس وقت دو ہزار صفحات سے زائد پر مشتمل یہ مجموعہ تیار ہوکر منصۂ شہود پر آچکا ہے۔ انشاء اللہ العزیز اسلامک فاؤنڈیشن کے حضرات کی روشن مساعی اور بے لوث مشن سے اخلاص کی بدولت ملک عزیز کے نامور علماء دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی مد اللہ ظلہم العالی نے ان حضرات کی سرپرستی فرمائی۔ ان جیسے متبحر عالم حق کی سرپرستی ہی اس تاریخی دستاویز کی صحت و توثیق کیلئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

اس تاریخی دفینہ اور علم و معرفت کے عظیم خزینہ کو مرتب کرکے پیش کرنا بلاشبہ اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک تاریخی گرانقدر کارنامہ ہے جس پر پوری اُمت کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ انہوں نے پوری اُمت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا ہے۔ قادیانیت جس طرح آج پوری دنیا میں رسوائی کا شکار ہے اس کی بنیاد بھی اسی مقدمہ نے مہیا کی تھی اور اب قادیانیت کا اختتام بھی اسی مقدمہ کی اشاعت سے ہی ہوگا۔

آخری گزارش

ختم نبوت وحدت اُمت کا راز وابستہ ہے۔ منکرین ختم نبوت ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک

استعماری سازش تھی۔ آج اُمت کے تمام طبقات و مکاتبِ فکر مل کر ہی باہمی اتحاد و اعتماد سے اس فتنہ کو ختم کرسکتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سُنّت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی ایک فرقہ کا مسئلہ نہیں پوری اُمت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوشش و کاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لیے انتہائی ضروری ہے اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، حضرت اقدس مولانا ابو السعد احمد خان بانی

کروڑ رحمتیں ہوں ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی۔ آج قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ ایک روز آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔ اسی طرح قطب دوراں حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے اپنے ایک خاص ارادتمند حاجی محمد عبدالرشید کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ قادیانیت حرفِ غلط کی طرح پوری دنیا سے مٹادی جائے گی۔

وہ وقت قریب آپہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونیوالا ہے۔ اسلامیانِ عالم ہمت کریں آگے بڑھیں منزل قریب ہے رحمتِ حق انتظار کر

دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

خانقاہ سراجیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ خانقاہ سراجیہ، مولانا تاج محمود امروٹیؒ، مولانا غلام محمد دین پوریؒ، مولانا رسول خان صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، پیر صبغۃ اللہ شاہ شہیدؒ پیر آف پگاڑہ شریف، حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہؒ، حضرت پیر جماعت علی شاہ لاثانیؒ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عملی طور پر اس محاذ کے انچارج تھے۔

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت مرزائیت کے تعاقب کیلئے تشکیل دی تھی جس میں حضرت مولانا محمد بدر عالمؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے حضرات شامل تھے جو قادیانیت سے تحریری و تقریری مقابلہ کرتے تھے اور دلائل باقی حضرات کے ذمہ تھے اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ نشتر چبھویا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے آمین۔ اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دیا جبکہ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی آپ کے ساتھ تھے۔

رہی ہے اور حضورؐ کی شفاعت کا ثمرہ جانفزا ملنے والا ہے اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرماکر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین

فقیر ابو الخلیل خان محمد نقشبندی۔ مجددی، سجادہ نشین خانقاہ شریف سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ ضلع میانوالی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)۔

وبائے مستقل

مرض مرزائیت کا ہے تپِ دق
بپا ہو اس وبائے مستقل کا!
یہ کردیتا ہے ختم ایمان کی روح
کہ جرثومہ ہے دق اور سِل کا
نبی کی شانِ ختم المرسلینی!
اور انکار اس سے قومِ مضمحل کا
لگاکر نعرۂ ختم نبوت!
کرو منہ بند ان چوہوں کے بِل کا

ربوہ —— اور اہلِ ربوہ کی حقیقتِ حال ۔

عبدالکریم —— لاہور

قادیانی نوجوانوں میں قادیانیت سے بیزاری

مرزا طاہر کے جذبۂ قربانی کی حقیقت اور قادیانی ملہمین کی اصلیت

قادیانی لیڈروں کی بدحواسی

ختم نبوت، شمارہ نمبر ۴۶ میں میرے مضمون "قادیانی دیوالی" کے تحت قادیانی نوجوانوں کی قادیانیت سے بیزاری کا تذکرہ کیا گیا تھا اس دوران قومی اخبارات میں بھی اس نوعیت کی بعض خبریں شائع ہوئیں۔ چنانچہ بدحواسی کے عالم میں قادیانی لیڈر مرزا خورشید احمد کو نوجوانوں میں بیزاری کی تردید کرنا پڑی۔ یہ بیان "مساوات" مورخہ ۸۹-۴-۲۹ میں چھپ چکا ہے۔ اس کے جواب میں اپنا موقف پھر دہراتا ہوں۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ ربوہ کے نوجوانوں میں ایسے ایسے صاف گو موجود ہیں جو یہ باتیں کرتے رہتے ہیں کہ !

۱۔ قادیانی خلافت صرف دوکانداری ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ کا اعتقاد محض ڈھونگ ہے۔ دنیا کی ہر شے خدا بناتا ہے اس لحاظ سے گدھے کو بھی خدا بناتا ہے۔ اور قادیانی خلیفے کو بھی خدا بناتا ہے۔

۲۔ مرزا ناصر کی زوجہ اوّل منصورہ بیگم کا نام لے کر اس کو فحش گالیاں دینے والے نوجوان بھی ربوہ میں موجود ہیں۔

۳۔ مرزا ناصر کو احمق قائد اور اس کی اولاد پر بدکاری کا الزام لگانے والے بھی موجود ہیں۔ ایسے نوجوانوں کا کہنا ہے کہ ہم سماجی اور معاشی طور پر ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ اس دلدل سے نکلنا بھی چاہیں تو نہیں نکل سکتے کیا مرزا خورشید احمد یا کوئی اور ترجمان ربوہ میں موجود ایسے قادیانی نوجوانوں کا انکار اسی طرح کرنے کو تیار ہیں کہ" میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے اس امر کی تردید کرتا ہوں کہ یہاں نوجوانوں کا کوئی ایک گروپ بلکہ ایک فرد بھی ایسا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہو!! میرا دعویٰ ہے کہ نوجوانوں کے کئی گروپ سرگرم عمل ہیں۔ ان کے بیٹھنے کے مخصوص اڈے ہیں اور ان کے ناموں کی لسٹیں مرزا خورشید احمد کے دفتر امور عامہ میں موجود ہیں۔ اس کے باوجود مرزا خورشید کی تردیدی وضاحت محض بدخوئی کا نتیجہ ہے اور وہ کبھی بھی خدا کی لعنت کو مول لے کر حقیقت کی تردید کی جرأت نہیں کریں گے۔ اب تو مرزا طاہر کا ربوہ کے دانشوروں کے خلاف برہمی والا خطبہ منظر عام پر آچکا ہے اس میں نوجوانوں کی باغیانہ روش کا واضح اعتراف موجود ہے اس کے باوجود مرزا خورشید کا ان حقائق سے چشم پوشی کر کے جھوٹی تردید کرنا سچ کا منہ چڑانا ہے۔

ربوہ میں بے چینی واضطراب

قادیانی ترجمان کہتے ہیں کہ ربوہ میں کوئی بے چینی اور اضطراب نہیں اور ربوہ کے قادیانی صحافیوں کی ارسال کردہ خبروں اور شائع شدہ رپورٹوں سے بے چینی اور اضطراب ظاہر ہو رہا ہے۔ مثلاً ہفت روزہ" ندائے جہاں" احمد پور شرقیہ (۸۹-۴-۲۰) میں اس کے ربوہ کے نامہ نگار ع۔غ۔ سوئل کا تفصیلی مکتوب شائع ہوا ہے اس کے چند اقتباسات دیکھ لیں۔

۱۔ انجمن احمدیہ نے فضل عمر ہسپتال قائم کر رکھا ہے۔ جہاں مناسب علاج اور حادثاتی مریضوں کو انتظام اور دیگر شعبہ جاتی سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو فیصل آباد یا لاہور کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ غریب آدمی کو مفت علاج کے لیے انجمن سے پیشگی اجازت لینی پڑتی ہے انجمن کے ملازم کو بھی تسلی بخش علاج میسر نہیں۔ دیگر میں یہ حال ہے اور مرزا طاہر کہتے ہیں کہ ہم غریب ممالک میں ہسپتال کھولیں گے اگر انسانی ہمدردی مقصد تھا تو پہلے گھر میں تو درستی کر لیجئے)

۲۔ غریب آدمی کسمپرسی کی حالت میں زندگی کے دن گزارتا ہے انجمن احمدیہ کے ملازمین کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ کسی کا پرسان حال نہیں خود غرضی کی وبا ادھر بہت زیادہ ہے۔ انجمن احمدیہ نے پچاس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک سوئمنگ پول تیار کروایا ہے جس سے صاحب حیثیت با اثر اور اہل خاندان امام جماعت احمدیہ استفادہ کرتے ہیں۔

ربوہ میں غریب وافلاس کا حال یہ ہے اور مرزا کا کہنا ہے کہ ہم غریب ملکوں میں غربت دور کریں گے۔ ربوہ کے رائل فیمیلیز کیلئے سوئمنگ پول کی تیاری پر پچاس لاکھ روپے نہیں اسی لاکھ روپے لاگت آئے گی۔ اور مرزا طاہر کا کہنا ہے کہ جو اس پر اعتراض کرتا ہے منافق ہے۔

۳۔ انجمن احمدیہ نے جدید طرز پر ایک سو کوارٹرز بے گھر غریبوں کو دینے کیلئے تعمیر کروائے ہیں مگر ربوہ میں عام تاثر یہ ہے جو پایا جاتا ہے کہ یہ کوارٹرز ان کو دیئے جا رہے ہیں جن کو انجمن دینا چاہتی ہے۔

(گویا غریبوں میں غریبی کا معیار یہ ہو کہ آپ قادیانی بھی ہوں اور پسندیدہ قادیانی ہوں یعنی فرمانبردار اور اطاعت گزار قادیانی دنیا کے غریب ملکوں میں بھی صرف ایسے غرباء کی مدد کی جائے گی جو قادیانیت قبول کریں گے)

یہ ایک قادیانی صحافی کی تحریر کردہ رپورٹ ہے اور اس سے بھی ربوہ میں پائی جانے والی بے چینی اور اضطراب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ربوہ بین الاقوامی سمگلروں کی آماجگاہ

روزنامہ مساوات لاہور مورخہ ۷ اپریل ۱۹۸۹ء کی

ایک خبر کے مطابق ربوہ منشیات کے بین الاقوامی سمگلروں اور سماج دشمن عناصر کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ منشیات کے سمگلر مقامی با اثر افراد کے تعاون سے اس شہر کو ٹرانزٹ پوائنٹ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ شمالی مغربی پنجاب اور سرحد سے منشیات اور جعلی کرنسی ملک کے باقی حصوں کو یہاں سے پھیلائی جاتی ہے۔ ٹاؤٹوں کے بغیر خصوصاً سرکاری اداروں اور بالعموم پولیس کے ہاں عوام کے جائز کام بھی نہیں ہو پاتے۔ ان سماج دشمن عناصر میں سے چند نے صحافت جیسے مقدس پیشے کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ یہ بیان ایک ایسے قادیانی نوجوان کا ہے جو قدیم اور مخلص قادیانی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور خود بھی صحافی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے جن قادیانی صحافیوں کی بطور پولیس ٹاؤٹ نشاندہی کی ہے اور ربوہ کا ایک مخفی روپ جس طرح نمایاں کیا ہے وہ قابل داد ہے اور اس قادیانی کی جرأت اور بے باکی ایک مثال ہے۔

ربوہ میں افراتفری ہے

میرا حلفیہ بیان دوسری بار شائع ہو رہا ہے ہفت روزہ "ندائے جہاں" میں قادیانی صحافی کی شائع کردہ رپورٹ اور روزنامہ "مساوات" میں ایک قادیانی صحافی کا بیان بھی آپ نے دیکھ لیا ہوگا اب ربوہ میں قادیانی بے چینی اور اضطراب اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ربوہ کے قائدین بعض افراد کو قادیانیت سے خارج کرنے پر تل گئے ہیں۔

اس سلسلہ میں ان کا تازہ نشانہ ایک قادیانی صحافی ہے یہ خبر نوائے وقت، "روزنامہ امروز" اور روزنامہ "مساوات" روزنامہ "نیشن" اور روزنامہ "مشرق" میں چھپ چکی ہے۔ مشرق کی شائع کردہ خبر دیکھ لیں

مرزا طاہر نے اپنے استاد کو خارج کر دیا۔

ربوہ، ۱۱ اپریل (نامہ نگار) امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے اپنے ایک استاد اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ایک سابق ٹیچر لور ربوہ کے ایک معمر ترین بزرگ صحافی چوہدری قمر الدین بی۔ اے نامہ نگار "نوائے وقت" کو احمدیہ جماعت سے خارج کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق اسی بزرگ صحافی نے احمدیہ جماعت کی عدالت دار القضاء کا ایک فیصلہ بوجہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ روزنامہ "مشرق لاہور" (۱۸-۴-۸۹) ایک زمانہ تھا جب ربوہ میں ٹرانزسسٹر ریڈیو پہلی بار ربوہ میں آیا تو ناہدین ربوہ نے اسے لاٹھیاں مار مار کر توڑ دیا تھا۔ فقیرا اور فلم دیکھنا سخت منع تھا اور سگریٹ نوشی کی اجازت نہ تھی۔ اب یہ حال ہے کہ گھر گھر ٹیلی ویژن اور وی سی آر چل رہے ہیں۔ ویڈیو کی دوکانیں کھل ہوئی ہیں۔ ان سے راز دارانہ طور پر پوچھا جائے تو بتاتے ہیں کہ فحش فلموں کو زیادہ تر مغلیہ خاندان کے شہزادے لے جاتے ہیں۔

سگریٹ نوشی کی ممانعت والا شہر اب قادیانی اخبار نویسوں کی اطلاعات کے مطابق خبائث کے سمگلروں کا اڈہ بن چکا ہے۔ قادیانی نوجوان اب سرعام تنقید کرنے لگ گئے ہیں۔ اور ان کے جارحانہ رویے کو کنٹرول کرنے کے لئے اب قادیانیوں کو اخراج از جماعت کی سزائیں بھی دی جا رہی ہیں۔ بے چینی واضطراب، بدنظمی اور افراتفری کے ایسے عالم میں اگر قادیانی قائدین یہ دعویٰ کریں کہ کوئی اضطراب نہیں ہے۔ تو اس پر اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین

ہاں اگر مرزا طاہر کو خوش کرنے کے لئے "سب اچھا ہے" کی رپورٹ بھیجنا مقصود ہو تو پھر ہم ربوہ کے قائدین کو معذور سمجھتے ہیں۔

قادیانی ترغیب و تحریص۔

قادیانیوں نے غریب اور سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لئے سر ظفر اللہ کے دور وزارت میں ملازمتوں کے لالچ میں کے ساتھ کوششیں کیں۔ نئے قادیانی ہونے والوں کو خوبصورت رشتے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ رشتے اور دولت کے الزام کی قادیانی عام طور پر تردید کرتے ہیں۔ لیکن حال ہی میں چند ایسی چیزیں منظر عام پر آئی ہیں جن سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ قادیانی رشتوں اور دولت کا لالچ دے کر سادہ لوح اور غریب عوام کو قادیانی بناتے ہیں۔

(۱) پہلا ثبوت یکم اپریل ۱۹۸۹ء کے اخبار "الفضل" سے ملتا ہے۔ اس میں شیخ مبارک احمد قادیانی مبلغ کا مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون سے پتا چلتا ہے کہ موصوف اور ان کے بیٹے نے مل کر ایک ہندو کو قادیانی بنایا۔ اور پھر اپنی سالی کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔

(۲) پیر محمد شمعون نامی ایک مسلمان شخص کو تھوڑا عرصہ پہلے قادیانی بنایا گیا تھا۔ اب ۲۵۔ اپریل ۱۹۸۹ء کے "الفضل" کی خبر کے مطابق مشہور قادیانی مورخ دوست محمد شاہد کی بیٹی اس شمعون قادیانی کے بیٹے رئیس احمد کی منکوحہ بنادی گئی ہے۔

(۳) رشتوں کے لالچ کی مثالوں کے ساتھ ساتھ غریبوں کو ... دولت کے لالچ کا کھلا اعلان بھی سن لیں۔ ۲۲۔ مارچ ۱۹۸۹ء کو بی بی سی لندن سے مرزا طاہر احمد قادیانی کا انٹرویو نشر ہوا تھا۔ اسے "الفضل" ۱۳۔ اپریل ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں بھی شامل کیا گیا۔ اس میں مرزا طاہر احمد قادیانی نے صاف صاف غرباء کے لئے دولت کے لالچ کا اعلان کیا ہے۔ مرزا طاہر احمد کے اپنے الفاظ

[redacted]

حسین سنز جیولرز کا نام ضرور یاد رکھیں

حسین سنز زیب النساء اسٹریٹ صدر کراچی۔ فون نمبر: 521809 521491

ہیں!

رفاہ عامہ کے مختلف کام، ہسپتالوں کا اجراء، سکولوں کا اجراء، غریب ممالک کی ضروریات کو پورا کرنا کی کوششیں ایسے مفلوک الحال لوگ جن کا کوئی پرسان حال نہیں نہیں ہوتا۔ ان کو سہارا دینے کی کوشش کرنا۔ کیا مرزا طاہر ربوہ کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کے لئے اس بات کی اجازت دیں گے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی مرزا طاہر جیسے جذبے کے ساتھ ان کی خدمت کریں۔ اور جب ایسے لوگوں کی خدمات کے ثمرات ظاہر ہوں تو قادیانی قائدین ان پر کسی لالچ میں آنے کی زبان طعن دراز نہیں کریں گے؟

سلمان رشدی اور قادیانی

مرتد سلمان رشدی کے خلاف مسلمانان عالم کا رد عمل دیکھ کر مرزا طاہر کو بھی ظاہری طور پر سلمان رشدی کے خلاف خطبات دینے پڑے۔ مگر ان خطبات میں سے دو چیزیں عیاں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرزا طاہر نے خمینی کی آڑ لے کر عرب ممالک کے حکمرانوں کے خلاف اپنے ان مخالفانہ جذبات کا اظہار کر دیا ہے جو درحقیقت عربوں کے حوالے سے سارے عالم اسلام سے قادیانی نفرت کا اظہار ہے۔

دوسرا مرزا طاہر نے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ میری کتاب "مذہب کے نام پر خون" انگریزی میں شائع کی جا رہی ہے

یہ کتاب درحقیقت اسلام کے فلسفہ جہاد اور مرتد کی سزا قتل کے خلاف لکھی گئی ہے۔ سلمان رشدی جیسے مرتد کی مذمت کرتے ہوئے جب مرزا طاہر اس کتاب کی وسیع اشاعت کا اعلان کرتے ہیں۔ درحقیقت سلمان رشدی کو بچانے کا اعلان کرتے ہیں یہ ہے قادیانیت کی اصلیت

مرزا طاہر کا جذبۂ قربانی

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی طرف سے قرآن پاک جلائے جانے کے بعد مسلمانوں نے جس دینی غیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس پر مرزا طاہر نے ننکانہ کے قادیانیوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بڑی جذباتی اور "ایمان افروز" تقریر کی۔ موصوف نے ننکانہ صاحب کے قادیانیوں کے جوش کو ابھارتے ہوئے کہا کہ دو اگر یہ سودا ہے کہ ہم تمہاری تکلیفوں سے بچنے کے لئے اپنے ایمان کو چھوڑ دیں۔ تو پھر ہمارا جواب یہ ہے کہ جو تکلیفیں تمہارے تصور میں آتی ہیں۔ دیتے چلے جاؤ دیتے چلے جاؤ۔ لیکن خدا کی قسم ہم اپنے خدا اور اس کے نور کو نہیں چھوڑیں گے۔ جو خدا نے ہمارے لئے نازل فرمایا ہے۔ روزنامہ "الفضل" ۲۶ اپریل ۱۹۸۹ء مرزا طاہر کا جذبہ قربانی قابل داد ہے کہ قربانی خود دور سے رہے ہیں۔ اور قربانی کے بکرے عام قادیانیوں کو بنا رہے ہیں۔ مزہ تو تب تھا کہ مرزا طاہر احمد خود لندن فرار نہ ہوتے۔ پاکستان میں رہ کر یہ الفاظ کہتے۔ پھر ان کے جذبہ قربانی کا پتہ چلتا۔

ہجرت یا فرار

بعض قادیانی عقیدت کے اندھے پن میں مرزا طاہر کے فرار کو ہجرت کہہ دیتے ہیں۔ لیکن ربوہ کے نوجوانوں میں اب ایسے ذی فہم نوجوان بھی آتے ہیں۔ جو ہجرت انبیاء کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ ایسے قادیانی نوجوانوں کے بقول حضرت موسیٰ نے ہجرت کی تو ساری قوم بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر چلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے زمانے سے پہلے مسلمانوں کی اکثریت کو مدینہ روانہ کیا۔ اور تقریباً خود آخر میں ہجرت فرمائی۔ قادیانی نوجوان کہتے ہیں کہ مرزا طاہر نہ تو قوم کو ہمراہ لے کر چلے۔ نہ پہلے نکلنے کا حکم سنایا بلکہ یہ حکم دیا کہ میری جائے پناہ لندن میں کوئی قادیانی پناہ نہیں لے گا۔ چند نوجوانوں نے وہاں جا کر اپنا قیام طویل کر لیا، تو انہیں جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا گیا۔ یہ ہے مرزا طاہر کی نام نہاد ہجرت اور حقیقت میں فرار جسے اب قادیانی نوجوان بخوبی سمجھنے لگے ہیں۔

قبولیت دعا کا ایک اور عبرتناک نشان

۱۵ فروری کے الفضل میں پاکستان میں مرزا طاہر احمد کے ترجمان محمد شفیع اشرف کی ایک نظم شائع ہوئی۔ اخبار جب لندن پہنچا اور مرزا طاہر نے وہ نظم پڑھی تو محمد شفیع اشرف کو توصیفی اور دعائیہ خط لکھا یہ خط ۱۸ اپریل ۱۹۸۹ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس میں مرزا طاہر کی یہ دعا بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے۔

مرزا طاہر کی دعا کو ڈیڑھ ہفتہ بھی نہیں گذرا کہ محمد شفیع اشرف کی صحت میں یوں برکت پیدا ہوئی کہ دل کا دورہ پڑ گیا۔ اور عمر میں یوں برکت پیدا ہوئی کہ وہ آناً فاناً ہلاک ہو گئے۔ یہ ہے قادیانی خلیفوں کے دعائیہ خط کا عملی نمونہ اور ان کی قبولیت دعا کے نہاد نشانوں میں سے ایک عبرت ناک نشان!

قادیانی ملہمین

ایک طرف قادیانی کہتے ہیں کہ جس سے خدا باتیں نہ کرے وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف قادیانیوں میں ایسے ملہم ہو گزرے ہیں جو یا تو عبرت کا نشان بنے یا خود قادیانی کے استہزاء کی بھینٹ چڑھ گئے قارئین کی سہولت کیلئے ایسے چند قادیانی ملہمین کا مختصر سا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

مرزا محمود احمد اور عبداللہ تیماپوری

آپ قادیانی "مصلح موعود" تھے۔ ۱۹۴۴ء میں آپ نے مصلحیت کا باقاعدہ دعویٰ کیا اور اپنے مقرر کردہ معیار "ولو تقوّل" کے مطابق تیئس سال پورے ہونے سے پہلے ہی ہلاک ہو گئے۔ دعویٰ ماموریت کے بعد آپ اکیس سال زندہ رہے۔ دس سال صحت مند اور گیارہ سال فالج اور ایڈز کے مرض میں مبتلا رہے اور اسی حالت میں ہلاک ہوئے۔ آپ دمشق گئے تو وہاں منذر خواب دیکھی۔ جس پر جناب عرفانی نے انہیں مرزا صاحب کا الہام "بلائے دمشق" دکھایا۔

عبداللہ تیماپوری کا دعویٰ تھا کہ جو آپ کا مرید ہو جائے گا اس میں دس مردوں کی قوت آجائے گی۔ ایک کتاب "انجیل قدسی" لکھی تھی۔ اس کتاب میں جناب مرزا صاحب کے ان خطوط کی بابت جو انہوں نے محمدی بیگم کے حصول کے لیے لکھے تھے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان خطوط کو پڑھ کر کراہت آتی ہے۔ آپ مظہر قدرت ثانیہ بھی کہلاتے تھے۔

قاضی یار محمد پلیڈر اور عابد علی شاہ

آپ بھی ملہم ہونے کے مدعی تھے۔ جناب مرزا صاحب

باقی صفحہ ۲۴ پر

شورش کاشمیری مرحوم

29 مئی ۱۹۷۴ء سے 7 ستمبر ۱۹۷۴ء تک

مرحوم شورش کاشمیری نے آج سے ۱۳ سال پہلے "تحریک ختم نبوت" پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس میں انہوں نے قادیانی سازشوں کو بے نقاب کیا تھا۔ موجودہ حالات اسی سازش کی نشان دہی کر رہے ہیں۔

• قارئین اس مضمون کو پڑھ کر غور کریں۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے •

۲۹ مئی کو مرزا ناصر احمد کی شہ پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے لگ بھگ ایک سو طلبہ کو مرزائی غنڈوں نے بری طرح زدوکوب کیا۔ کہ ڈیڑھ درجن طلبہ ہلکان ہو گئے۔ اور جب گاڑی میرزائی غنڈوں میرزا غلام احمد کے بزدلوں کی مشق ناز کی حد میں فیصل آباد پہنچی تو غم و غصہ کی طوفانی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا شہر پلیٹ فارم پر جمع ہو گیا۔ ادھر ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی بھاری جمعیت لے کر ساتھ آ گئے۔ انہوں نے نہایت تدبر اور فراست سے صورت حال پر قابو پا لیا۔ ورنہ عوام کے جذبات آتشکدہ کے شعلوں کی طرح کھول رہے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیلات یہ ہیں کہ ۲۲ مئی کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ایک سو طلبہ سیاحت کی غرض سے پشاور جا رہے تھے۔ تو ربوہ اسٹیشن پر انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ان طلبہ میں ایک دو قادیانی تھے۔ جب انہوں نے ربوہ کے حسب ہدایت مخبری کی۔ اور واپسی پر ان طلبہ کی پٹائی کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ جب ۲۹ مئی کو چناب ایکسپریس پشاور سے چلی، تو ربوہ کے اوباش تیار ہو گئے۔ اور گاڑی کی آمد سے پہلے تقریباً ۵ ہزار افراد کو لاٹھیوں، کلہاڑیوں، تلواروں، خنجروں اور پستولوں سے مسلح ہو کر پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ جب گاڑی ربوہ سے پہلے نشتر آباد کے اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانی العقیدہ اسٹیشن ماسٹر کو طلبہ کی بوگی کا نشان دیا۔ اور تیاری کو مستعد کرنے کے لئے گاڑی کی روانگی میں تاخیر کی۔ پھر جب گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو ہزار ہا افراد نے طلبہ کی بوگی پر حملہ کر دیا۔ طلبہ نے وحشیانہ ہجوم کو دیکھ کر بوگی بند کر لی۔ لیکن میرزائی درندوں نے کھڑکیاں اور دروازے توڑ ڈالے۔ اندر گھس گئے۔ اور تمام طلبہ کو بری طرح زدوکوب کیا۔ ۳۰ طلبہ شدید زخمی ہوئے۔ نشتر میڈیکل کالج یونین کے صدر ارباب عالم کو اس بری طرح پیٹا گیا۔ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر نے سگنل ہونے کے باوجود گاڑی کو نہ چلنے دیا۔ وہ قادیانی غنڈوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ نوائے وقت کے نامہ نگار کی روایت کے مطابق پچاس ساٹھ قادیانی غنڈوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ ساتھ قادیانی سرگودھا سے سوار ہوئے تاکہ اس کارخیر میں حصہ لیں۔ اور طلبہ کی نشان دہی کریں۔ ان حملہ آوروں میں تعلیم الاسلام کالج کے طلباء، بعض اساتذہ اکثر دو کا مرزا ناصر احمد کی ایک قصر خلافت کے معتقدین تھے۔ انہوں نے طلبہ کی پٹائی کے علاوہ ان کا سامان چھین لیا۔ اور مال غنیمت گردان کر اپنے ساتھ لے گئے۔ دلچسپ پہلو یہ کہ میرزائی اپنے ساتھ بازاری فطرت کی تین چار عورتیں بھی لائے تھے۔ جو طلبہ کی پٹائی پر تالیاں پیٹتیں اور رقص کرتیں۔ جب گاڑی لائلپور پہنچی تو ایک طوفان برپا ہو گیا، مسلمانوں کا خون کھول رہا تھا۔ مولانا تاج محمود ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ عوام کو صبر کی تلقین کی اور طلبہ کو یقین دلایا کہ جو ضربیں انہیں لگی ہیں۔ وہ میرزائیت کے تابوت میں آخری میخ ثابت ہوں گے۔ اور اب اس واقعہ کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ربوہ کے شعبدہ بازوں کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ربوہ کے شعبدہ بازوں کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ انہیں کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ اسی وقت مولانا تاج محمود اور مولانا مفضل رسول ایڈیٹر چٹان کو فون پر حالات سے آگاہ کیا۔ ایڈیٹر چٹان نے اگلی صبح لاہور کے مقتدر علماء اور سیاسی قائدین کا اپنے دفتر میں اجلاس بلوایا۔ اور پھر اس اجلاس میں بھرپور دھواں دھار تقریریں ہوئیں۔ اور اس امر کا فیصلہ کیا گیا کہ دو روز میں سرکردہ علماء کو بالواسطہ کیا جائے کہ آئندہ اقدام کیا ہوگا۔ اور میرزائیت کو اس کے حقیقی مقام پر کیونکر پہنچایا جا سکتا ہے۔ لائلپور کے علماء و زعماء اور مقامی انتظامیہ ڈپٹی کمشنر اور پولیس سپرنٹنڈنٹ نے عوام کے مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کیا۔ چناب ایکسپریس زخمیوں کو لے کر ملتان پہنچ گئی۔ وہاں مجروحین کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ اپنے ساتھی طلبہ کو دیکھ کر دوسرے طلباء کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے قادیانی طلبہ کو زد میں لے کر طارق ہوسٹل ابن سینا ہوسٹل پر حملہ کر کے ان کا سامان باہر نکال کر آگ لگا دی۔ پھر نشتر میڈیکل ہال اور شبستان ہوٹل پر حملہ کر کے کچھ نقصان پہنچایا۔ لیکن پولیس نے دونوں اداروں کو بچا لیا۔ اگلے روز ۳۰ مئی کو سانحہ ربوہ کی خبر اخبارات میں ملک بھر میں پھیل گئی۔ تو ہر جگہ مرزائیت کے خلاف لہر دوڑ گئی۔ اور قدیم مطالبہ میں گونج پیدا ہو گئی۔ کہ میرزائی مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ انہیں خارج الاسلام قرار دے کر علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ تحریک ۲۹ مئی سے شروع ہو کر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء تک جاری رہی۔ ۷ ستمبر کا مبارک دن آ گیا۔ قادیانیوں کو قومی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیا۔ اس نوے سالہ مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ۲ ماہ میں ۲۸ اجلاس کئے۔ اور ۹۶ گھنٹے کی نشستیں جمائیں۔ قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر ۴۲ گھنٹے اور مرزائیوں کی لاہوری شاخ کے امیر پر ۷ گھنٹے بحث کی۔ اس دوران وزیر اعظم اور دونوں ایوانوں سے اپوزیشن کے متعدد رہنماؤں نے کئی ملاقاتوں میں مذاکرات کئے۔ اور چار پانچ دفعہ نازک موڑ بھی آئے۔ آخر کار استقلال کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔ اور مجلس عمل کے راہنما سربکف ہو کر قید و بند کے لئے تیار ہو گئے۔ اور وزیر اعظم نے الفاظ کا حک وزن چھوڑ کر مجلس عمل کے پارلیمانی راہنماؤں کی تجویز پر صاد کیا۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو ۴ بجکر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں

باقی صفحہ ۵ پر

مدیر مسئول کے قلم سے

29 مئی — ایک عظیم الشان تحریک کا یوم آغاز

مئی کی ۲۹ تاریخ ہے۔ گرمی کے دن ہیں۔ آج ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر خلاف معمول تقریباً تین ہزار نوجوان پشاور سے آنیوالی چناب ایکسپریس کے منتظر ہیں۔ کیا بات ہے کوئی جلسہ ہے ان کا یا کوئی اہم شخصیت اس گاڑی سے آنیوالی ہے؟ جی نہیں چہرے یہ بتا رہے ہیں کہ وہ کسی خاص مشن پر یہاں جمع ہیں۔

ربوہ اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ دوسری طرف سے سرگودھا کے اسٹیشن ماسٹر چناب ایکسپریس کی روانگی کی اطلاع دیتے ہیں اور ایک خاص بوگی کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ دونوں اسٹیشن ماسٹر کا تعلق بھی ایک غیر مسلم اقلیتی فرقے سے ہے۔

جوں جوں چناب ایکسپریس کا ربوہ اسٹیشن پہنچنے کا وقت قریب آتا جا رہا ہے۔ اسٹیشن پر ہجوم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔ آپس میں ڈیوٹیاں تقسیم ہو رہی ہیں کچھ لوگ ہتھیاروں سے بھی لیس ہیں۔

گاڑی ربوہ پہنچتی ہے۔ ربوہ اسٹیشن پر موجود اہل ربوہ، جن کی تعداد تقریباً تین ہزار ہے۔ بوگی نمبر ۵۵ بم تلاش کرتے ہیں جن میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ سیر و تفریح سے واپس آ رہے تھے۔ ان نہتے طلبہ پر حملہ کرتے ہیں۔ حملہ آور بڑی بے دردی سے طلبہ کو ایک ایک کر کے پلیٹ فارم پر گرا کر زدوکوب کرتے ہیں۔ ریوالور، چاقو، ہاکی اور دیگر ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال ہوتا ہے۔ بوگیوں کی کھڑکیاں اور دروازے بھی توڑ ڈالتے ہیں۔ تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ پولیس کا نام و نشان دور دور تک کہیں بھی نہیں ملتا۔ گاڑی بھی ایک گھنٹہ رکتی ہے تاکہ طلبا کی بھرپور پٹائی ہو سکے۔ انتہا یہ کہ ان طلبہ کا سامان جو کہ وہ پشاور سے خرید لائے تھے وہ سب لوٹ لیا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ اس کے پس منظر میں ایک لمبی داستان ہے۔ اس وقت طلبہ نے کون سا جرم کیا تھا جو ان کو یہ سزا دی گئی۔ ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ربوہ کی سرزمین میں پہنچ کر عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے سرشار ہو کر "ختم نبوت" زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔

اہل ربوہ کی حرکت خود ان کو راس نہ آئی۔ ان کیلئے وبال جان کا سامان کر گئی۔ ان کے ظلم و بربریت نے ملک کے مسلمانوں کا شعور بیدار کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ملک بھر میں آگ لگ گئی۔ اور یوں تحریک "تحفظ ختم نبوت" نے جنم لیا۔ مسلمانان پاکستان نے اپنا وہی دیرینہ مطالبہ دھرایا جس کے لیے ۱۹۵۳ء میں بھی قربانیاں دی گئیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو۔

پھر کیا ہوا؟ یہ ایک طویل صفحات کا متقاضی ہے۔ بس تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہو گیا۔ ملک کے ہر مکتب فکر کے علماء کرام آج ایک پلیٹ فارم پر بیٹھ کر اس مسئلے کا مستقل حل سوچ رہے ہے۔

ایسے نازک ترین وقت میں "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" اپنا فریضہ ادا کرتی ہے۔ پوری ملت اسلامیہ کو مستحکم اور مضبوط ترین اسٹیج فراہم کرتی ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سیاسی و غیر سیاسی غرضیکہ مسلمانان پاکستان آج متحد ہیں۔ اتحاد و یگانگت کا ایک عظیم مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اور یوں "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔

تحریک کی قیادت ملک کی مایہ ناز ہستی، ممتاز عالم دین محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری کے ہاتھ آتی ہے۔ پھر کیا تھا تحریک کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

یہ تھا وہ سانحہ جس کو ہم سانحہ ربوہ کہتے ہیں۔ اگرچہ اس واقعہ کو آج پورے آٹھ سال بیت چکے ہیں لیکن جب بھی یہ تاریخ آتی ہے ہمارے دلوں میں شہدائے ختم نبوت کی یاد تازہ کر جاتی ہے۔ ایک جوش اور ولولہ پیدا کر جاتی ہے۔ کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ اب یہ تاریخ (۲۹ مئی) پاکستان اور اسلام کی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ مستقبل کے مؤرخ اسکو سنہری حروف سے ترتیب دیں گے اور اس لیے بھی کہ مسلمانان پاکستان نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور اسلام کی حفاظت اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام کیلئے ہر وقت تیار ہیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جس مقدس مذہبی تحریک نے جنم لیا وہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اختتام تک پہنچی اس دوران جو واقعات پیش آئے جن جن شخصیتوں نے اس سلسلے میں جدوجہد کی اس سے قارئین واقف ہوں گے۔ ختم نبوت کے شمارے میں وقتاً فوقتاً تحریک کے واقعات پیش کیے جاتے ہیں اور آئندہ بھی اس سلسلے میں مواد پیش ہوتا رہے گا۔

بقیہ :- ۲۹ مئی ۷۴ء سے ۷ ستمبر ۷۴ء

شاخوں کو اقلیت قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے ۲۷ منٹ تک وضاحتی تقریر کی۔ مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر قانون نے اس سلسلہ میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا۔ اور جب بل متفقہ رائے سے پاس ہو گیا۔ تو حزب اقتدار و حزب اختلاف کے ارکان آپس میں فرط مسرت سے بغل گیر ہو گئے۔ ان کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم بھٹو اور ولی خان گرمجوشی سے ملے۔ اس کے بعد سینیٹ نے ساڑھے آٹھ بجے اجلاس شروع کر کے آدھ گھنٹہ میں بل پر صاد کیا۔ تمام ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ فرط مسرت سے دیوانے ہو گئے جگہ جگہ شیرینی تقسیم کی گئی

پہلی قسط

ہفت روزہ انٹرنیشنل

ختم نبوت کے سات کامیاب سال ⑦

ساتویں جلد شمارہ ۱ تا ۴۹ کا ایک سرسری جائزہ ۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت نے اپنے سات سال مکمل کر لیئے ۔ اور اب اس شمارہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچنے کے بعد اب آٹھویں سال کا آغاز بھی ہو گیا ہے۔ پچھلے سات سالوں میں ختم نبوت نے مجلس کی ترجمانی و صحافت میں کیا کردار ادا کیا ہے ۔ قارئین ! اس بات کا بخوبی اندازہ رکھتے ہوں گے ۔ ہر ہفتہ تازہ بہ تازہ مجلس کی اندرون اور بیرون ممالک سرگرمیاں ، مبلغین کی مصروفیات ، متعلقہ خبریں اور رپورٹیں اپنے صفحات میں سمیٹ کر قارئین تک پہنچا رہا ہے ۔ مختلف موضوعات پر دینی مضامین کے ساتھ ساتھ ختم نبوت پر علمی و نقلی مقالہ جات اور مختلف زاویہ ہائے نظر اور کا پوسٹ مارٹم اس پرچہ کا مقصد خاص ہے ۔ گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ رونما ہونے واقعات اور تبدیل ہونے والے واقعات اور تبدیل ہونے والے حالات پر گہری فکر و نظر اور وقتاً فوقتاً قادیانی پالیسیوں کے ہتھکنڈوں کا منہ توڑ جواب "ختم نبوت" کا مشغلہ ہے ۔ قصہ کہانیوں ، افسانوں اور ناول ڈراموں میں معروف رنگ برنگی جھنڈیوں کے جانب دار و نیا داروں کو تحفظ ناموس رسالت کے ایک ہی علم تلے جمع کرنا اور ان میں صحابہ کرام ، سلف صالحین ، بزرگان امت مجاہدین ملت ، جانثاران ناموس رسالت ، محافظان ختم نبوت کے پاکیزہ حالات ، ان کے سیرت و کردار اور بیدار جذبہ ایمانی سے معمور واقعات کی ترغیب و اشاعت ختم نبوت کا عظیم مشن ہے ۔ ختم نبوت اکابرین ، اور بیک وقت لاکھوں کارکنان کے درمیان ایک مضبوط اور مستحکم رابطہ ہے ۔ ان کے احساسات و مطالبات کو ڈنکے کی چوٹ پر حکومت کے ایوانوں سے ٹکراتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہفت روزہ ختم نبوت (انٹرنیشنل) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک موثر ترجمان ہونے کی وجہ سے مجلس کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ۔ یہ بات نہایت مسرت افزا ہے کہ مجلس کے جریدہ نے اپنی سنجیدہ طباعت ، کم قیمت میں اعلیٰ معیار و مواد کی فراہمی اور باقاعدہ بروقت ترسیل کی بدولت ، رسائل و جرائد کی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے ۔ بلکہ اسلامی صحافت کے میدان میں ختم نبوت سب کو پیچھے چھوڑ گیا ہے ۔ اور اس کی اشاعت کا گراف پاکستان بھر کے ہفت روزوں سے کہیں بلند تر ہے ۔ سات سال پہلے جو سر و سامانی کے عالم [illegible] میں محض

تبصرہ : سعید الرحمٰن ثاقب ـــــ ترمن

اللہ کے توکل پر جاری ہونے والا یہ جریدہ آج نہ صرف عوام الناس میں اور علمی اور ادبی حلقوں میں مقبول ہے ۔ بلکہ پاکستان اور پاکستان سے باہر بھی اپنی حیثیت تسلیم کروا چکا ہے ۔ ختم نبوت کی ساتویں جلد بند ہوئی ۔ اور قادیانیت کی عبرتناک شکست کا ایک باب مکمل ہو گیا ۔ مرزا طاہر نے مباہلہ کا چیلنج دیا ۔ علماء کرام اور اکابرین مجلس خصوصاً حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی ، اور حافظ بشیر احمد صاحب مصری نے یہ چیلنج نہ کی چیلنج قبول کیا ۔ آپ حضرات کے دونوں چیلنج ختم نبوت میں بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن مرزا طاہر چپ سادھ کر دم دبا کر اس طرح بھاگ گئے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا ۔ ساتویں جلد کے دوران دو قادیانی مربیوں سمیت تقریباً ۲۳ افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ۔ پاکستان کے متعدد شہروں میں ہی نہیں مرزائیت ہوتے ربوہ کے ایوان محمود میں آگ لگ گئی ۔ اور مرزا قادیانی کے سو سالہ جشن پر پابندی عائد ہوئی ۔ اس کے برعکس عالمی مجلس ختم نبوت کے زیر اہتمام چوتھی سالانہ کانفرنس لندن میں اپنے پروگرام کے مطابق نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی ۔ عالمی ختم نبوت سینٹر لندن کی رقم کی ادائیگی مکمل ہوئی ۔ مبلغین ختم نبوت کے دنیا بھر میں دورے اور روزانہ میں توسیع ہوئی ۔ امریکہ میں مجلس ختم نبوت کو رجسٹریشن مل گئی ۔ مجلس نے ۱۹۸۹ء کو ختم نبوت کے سال کے طور پر منانے کا اعلان کیا ۔ اور اعلان کے مطابق ایک ملین روپے لٹریچر کی ترسیل و اشاعت کا کام اب بھی جاری ہے ۔

عالمی مجلس ختم نبوت کے کارکنوں ، نوجوانوں اور مبلغین حضرات نے اپنی محنت و کوشش اور [illegible] اللہ کی مدد و نصرت کے ساتھ مجلس کا پیغام گھر گھر پہنچایا ۔ جس کے نتیجہ میں کئی قادیانی خاندانوں نے اسلام قبول کیا ۔ مختلف دیہاتوں ، قصبوں اور جانثاران ختم نبوت نے قادیانیوں کے تائب ہونے کی خبریں اور رپورٹیں ارسال کیں جو وقتاً فوقتاً ختم نبوت کے شماروں میں شائع ہوتی رہیں ۔ ایک فرد اور پھر اس کے حال اور مستقبل کی معاشرہ میں کیا اہمیت ہے ۔ خود قرآن یوں گویا ہے کہ اگر کسی نے ایک فرد کی جان بچائی تو گویا ۔ اس نے سارے جہانوں کے انسانوں کو بچا لیا ۔ اور جس نے ایک انسان کی جان ضائع کی ۔ تو گویا اس نے سارے جہانوں کے انسانوں کو ختم کر ڈالا ۔ تو اس فرمان کی روشنی میں یہ بات نہایت مسرت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے ۔ کہ ایک فرد کے دین و ایمان کو محفوظ کرنا ۔ پورے جہان کے انسانوں کے جہان اسلام کے مترادف ہے ۔ کتنے جہانوں نے اسلام قبول کیا وہ یہ تفصیل حسب ذیل ہے

① خان بشیر احمد خان ولد محمد شفیق خان قوم پٹھان سکنہ محلہ مقبرہ پیراں اسول ہسپتال نزد مسجد امام ابو حنیفہ گجرات نے اپنے قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان کو ایک بار پھر دہرایا شمارہ ۱ ② قادیانی جماعت ربوہ کے مرکزی چوہدری برکت علی محمود سکنہ محلہ دارالرحمت غربی ربوہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینی کے دست حق

مجلس کے جریدہ نے اپنی سنجیدہ طباعت ، کم قیمت میں اعلیٰ مواد و معیار کی فراہمی اور باقاعدہ و بروقت ترسیل کی بدولت رسائل و جرائد کی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے بلکہ اسلامی صحافت کے میدان میں ختم نبوت سب کو پیچھے چھوڑ گیا ہے ۔

پرست پر اسلام قبول کیا۔ (۱۳) بشیر احمد جٹ ولد محمد بوٹا ساکن کوٹ اعظم بہاولپور نے مرزائیت سے برأت کا اعلان کر دیا۔ (شمارہ ۲) (۱۴) اوہ کے قریب کھنڈوا اور گرد بن کے گرد نواح سے ایک قادیانی جلاوطن نے جامع مسجد میں قادیانیت سے

نے مرزا قادیانی اور اس کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیجتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ (شمارہ نمبر ۵) (۱۵) شبان ختم نبوت سرکل شاہین آباد سرگودھا کے صدر رانا محمد ارشد کی مساعی جمیلہ سے ۵ قادیانیوں (۱۶) عبدالرؤف ولد... (۱۷) نجیب ولد... (۱۸) محمد لطیف ولد... ساکن چک نمبر ۱۱۳ جنوبی

(۲۱) بھکر کے ایک نوجوان محمد نواز ولد غلام صفدر نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اس نے علی الاعلان کہا کہ میں قادیانیت سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر اب اسلام قبول کرنے کے بعد میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے (شمارہ نمبر ۲۵) (۲۲) پنڈ کوار ...

ساتویں جلد کے دوران دو قادیانی مربیوں سمیت ۲۲/۱ افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔

تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا (شمارہ نمبر ۴) گورا رچی ضلع بدین میں مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد قاسم کے دست حق پرست پر سات قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ان میں (۳) مقصود علی، اشرف علی (۴) محمد سلیم سلیم ولد مقصود علی (۵) محمد صادق ولد مقصود علی (۶) بیبی خاتون بنت مقصود علی، (۷) صالحہ خاتون زوجہ مقصود علی (۸) طارق ولد محمد سلیم (۹) فیروزہ خاتون بنت محمد سلیم، شامل ہیں۔ (شمارہ نمبر ۵) روڑہ

(۱۰) محمد رفیق جنجوعہ اور (۱۷) ناصر احمد جنجوعہ ساکن چک نمبر ۸۸ جنوبی نے قادیانیت سے علیحدگی اختیار کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ (شمارہ نمبر ۸) (۱۸) راولپنڈی میں مبلغ ختم نبوت جناب مولانا احسان احمد دانش کے ہاتھ پر ایک نوجوان نے اسلام قبول کر لیا۔ نو مسلم کے اعزاز میں ایک پر وقار تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں علماء کرام اور معززین علاقہ نے شرکت کی۔ متعلقہ شمارہ کی خبر کے مطابق نوجوان کا نام ...

میں قاری محمد رضا صاحب کے دست حق پرست عمران ولد چوہدری محمد صادق سکنہ ... نے قتیل ... صاحب سے از خود قادیانیت سے متنفر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ تمام دوستوں نے قبول اسلام پر خالد عمران کو مبارکباد دی (شمارہ ۴۱) یہ تمام خوش نصیب مرزا ... قادیانی پر دو حرف لعنت بھیجتے ہوئے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے فرداً فرداً تحریری

ختم نبوت کی ساتویں جلد بند ہوئی۔ اور قادیانیت کی ایک اور شکست کا باب بھی مکمل ہو گیا۔

خوشاب طیر ... قادیانی (۱۰) نصیر اللہ خان ولد جہان گل قوم ... اور (۱۱) غلام عباس ولد محمد رمضان ... جناب ولی محمد خان صاحب کی کوششوں سے مشرف با اسلام ہو گئے۔ اہالیان روڑہ نے انہیں بھرپور طور پر مبارکباد پیش کی (شمارہ ۶) (۱۲) ایک خاتون مسماۃ سلمیٰ بی بی زوجہ احمد حسن خان ولد حبیب خان سکنہ نواں جنڈانوالہ تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر

سکا گیا۔ (۱۹) نوشہرہ کے جناب سجاد احمد ولد بابو غلام حیدر بابو محلہ نوشہرہ نے قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ (۲۰) ڈنگہ ضلع گجرات کے نواحی گاؤں موضع طاہر قادیانی مبلغ میاں عبدالعزیز نے ممتاز مذہبی راہنما پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈنگہ و سرپرست ختم نبوت ڈنگہ جناب مولانا چوہدری ریاست علی کی ختم نبوت پر گفتگو سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا (شمارہ نمبر ۱۹)

اور تحریری طور پر بیان دیا۔

میں ..... با ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ و بروئے گواہان کے ..... دست حق پر اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتا ہوں۔

باقی صفحہ ۱۲ پر

جبار کارپیٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپیٹ ○ مون لائٹ ○ بلال کارپیٹ ○

یونائیٹڈ کارپیٹ ○ ڈیکورا کارپیٹ ○ اولمپیا کارپیٹ

مساجد کیلئے خاص رعایت

4 این آر ایونیو۔ ایس ڈی 1 بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر : ۶۲۶۸۸۸

تقسیم ہند اور قادیانی

سلیم الحق صدیقی

۱۸۴۴ء میں سید علی محمد باب نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ جس کی پاداش میں ایرانی حکومت نے اسے سولی پر لٹکا دیا۔ اپنی موت سے پہلے سید علی محمد باب نے بہاء اللہ کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کر گیا۔ یہ وہی بہاء اللہ ہے جس نے بہائی مذہب کی بنیاد رکھی۔ اور اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا۔ آج تمام بہائی مذہب کے پیروکار سید علی محمد باب کو مہدی آخر الزمان مانتے ہیں۔ اور بہاء اللہ کو مسیح موعود اور نبی کہتے ہیں۔ اس مذہب کا مرکز حیفہ اسرائیل میں واقع ہے۔ جہاں پر با برطانوی دور حکومت میں اس نئے مذہب کو تحفظ دیا گیا بہاء اللہ نے ۱۸۶۳ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۸۹۲ء میں اپنی موت تک ہندوستان میں بھی اپنے نئے لٹریچر ارسال کرتا رہا۔ اور بہائی مذہب کی نشر و اشاعت پر بے دریغ روپیہ صرف کیا۔

غالب خیال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود، مہدی اور نبی بننے کا وسوسہ بہائی لٹریچر پڑھنے کے بعد ہوا۔ سید علی محمد باب کی عبرت ناک موت اس کے دل میں کوئی خوف پیدا نہ کر سکی۔ کیوں کہ اس کو برطانوی حکومت سے اپنے تحفظ اور مدد کا پورا یقین تھا۔ ایرانی مسیح موعود بہاء اللہ کی کامیابیاں دیکھ دیکھ کر ہندوستانی مسیح موعود بننے کی تڑپ مرزا کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ آخر کار مرزائے قادیان نے مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور اپنے نئے مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی نفرت اور حقارت پر رکھی۔ اور تمام مسلمانوں کو اسے مسیح موعود نہ ماننے کی پاداش میں کافر، کنجریوں کے بچے اور جنگلی سؤر قرار دیا۔ (دیکھئے الہدیٰ مرزائے قادیان)

یہ وہی عوامل تھے۔ جن کی بناء پر قادیانی مذہب اختیار کرنے والے افراد مسلمانوں کے بدترین دشمن ہو گئے۔ اور اور ان کی گھات میں رہنے لگے۔ کہ کہاں موقع ملے اور ہم مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مسلمانوں کی سیاسی قیادت میں بھی گھس آئے۔ اور مسلمانوں کی سادگی اور بھولے پن سے ان لوگوں نے کافی ناجائز فائدہ بھی اٹھایا۔ اور برطانوی ہندو سامراج کے اشارے پر مسلمانوں کا بیڑہ غرق کرنے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اسلامیان ہند کی قیادت میں جو مرزائی پیش پیش رہے۔ ان میں مرتد اعظم چوہدری سر ظفر اللہ خان قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ پنجاب کے مشہور سیاست دان سر فضل حسین کی حمایت اور تائید سے سر ظفر اللہ نے تحریک خلافت کے بعد سیاست ہند میں ایک مضبوط پوزیشن حاصل کر لی۔ اور یہاں تک کہ یہ شخص ۱۹۳۲ء میں مسلم لیگ کا صدر بھی بنا۔ بہرحال یہ ایک طویل افسوسناک داستان ہے۔ جس کی اس مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے آل انڈیا ریڈیو سے تقسیم ہند کا اعلان کیا۔ آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء یا انڈین انڈیپنڈینس ایکٹ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور برطانوی ہند کو تقسیم کر کے ہندوستان اور پاکستان کی دو مملکتوں کے قیام کا اعلان کیا۔ مسلم لیگ کے اصل مطالبہ پاکستان کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں پنجاب اور بنگال کو غیر منصفانہ اور ظالمانہ طور پر تقسیم کر دیا گیا۔ مسلمان جو برطانوی ہند کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ تھے پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کو برطانوی ہند کا صرف آٹھواں حصہ دیا گیا۔ تقسیم کا اصول یہ رکھا گیا کہ مسلم اکثریتی ضلع صوبائی یونٹ کا ایک ہو۔ مسلم اکثریتی اضلاع کے علاقے کو مغربی پنجاب اور مشرقی پنجاب کا نام دیا گیا۔ اور غیر مسلم اکثریتی اضلاع کے حصے کو مشرقی پنجاب اور مغربی بنگال کا نام دیا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک حد بندی کمیشن قائم کیا گیا۔ جس کا سربراہ سر سیرل ریڈکلف مقرر کیا۔ پنجاب باؤنڈری کمیشن میں دو مسلم جج جسٹس دین محمد اور جسٹس محمد منیر کو لیا گیا۔ اور غیر مسلموں کی طرف سے جسٹس تیجا سنگھ اور جسٹس مہر چند مہاجن کا تقرر ہوا۔ مسلمانوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ مسلم لیگ کی طرف وکیل چوہدری سر ظفر اللہ خان کو مقرر کیا گیا۔ ایسا شخص جو مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہو۔ جس کے مذہب کی بنیاد مسلمانوں سے نفرت پر ہو۔ اس سے کسی قسم کی امید رکھنا حماقت تھی۔ اس شخص نے پاکستان اور اسلامیان ہند و کشمیر کو تاریخ کا سب سے عظیم دھوکا دیا۔ جس کی تلافی آئندہ ممکن ہے پھر کبھی نہ ہو سکے۔ اس نام نہاد قادیانی وکیل نے ملک پاکستان اور اسلامیان ہند کو خود دھوکہ دیا۔ اس عظیم دھوکے کی شہادت خود ظفر اللہ کی لکھی ہوئی اپنی کتاب آپ بیتی تحدیث نعمت دے رہی ہے۔ لیکن افسوس کسی شخص نے آج تک اس شخص کو گرفت میں لینے کی کوشش نہیں کی۔

اس سلسلے میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ پاکستان کو آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء کے تحت پنجاب کی پوری ملتان ڈویژن کے اضلاع، راولپنڈی ڈویژن کے پورے اضلاع اور لاہور ڈویژن کے اضلاع ماسوائے ضلع امرتسر کے ملے ہوئے تھے۔ ضلع امرتسر میں معمولی سی غیر مسلم اکثریت ہونے کی بناء پر اس ضلع کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ لاہور ڈویژن کا ضلع گورداسپور جہاں پر مسلمان غیر مسلموں سے تعداد میں ۲۰۲۸ فیصد زیادہ تھے ۳ جون کے اعلان کے مطابق پاکستان میں شامل تھا یہ ضلع پاکستان کے لئے زبردست اہمیت کا حامل تھا۔ اول تو اس ضلع کی تحصیل پٹھان کوٹ میں

ARFI JEWELLERS عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY
ممتاز زیورات ——— منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN
PH : 626236

مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو اُسے مسیح موعود نہ ماننے کی پاداش میں کافر، کنجریوں کے بچے اور جنگلی سُور قرار دیا —

دریائے راوی پر مادھوپور ہیڈ ورکس تھا۔ وہاں سے پر باری دو آب نہر نکل کر ضلع ملتان تک کے علاقہ کو سیراب کرتی۔ یا دوسرے معنوں میں مادھوپور دریائے راوی کے پانی کی کنجی تھی۔ دوم دریائے جموں و کشمیر میں آخری راستہ یعنی کٹھوا سے مادھوپور ہیڈ ورکس کے اوپر سے گزرتا تھا۔ اس طرح سے کشمیر کے تمام راستوں پر پاکستان کا قبضہ ہو جاتا۔ اور بھارت کے لئے کشمیر میں داخل ہونے کا کوئی راستہ باقی نہ رہتا تھا۔ سوم دریائے بیاس ضلع گورداسپور کی مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ جو دفاعی لحاظ سے پاکستان کی قدرتی اور محفوظ باؤنڈری کا کام دیتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ لاہور جیسے اہم اور بڑے شہروں کا دفاع بھی بہتر سے بہتر ہوتا چلا جاتا۔ ان تمام حقائق سے اب یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ضلع گورداسپور معہ تحصیل پٹھان کوٹ پاکستان کے لئے کتنا اہم اور قیمتی ضلع تھا۔ جس کی بدولت ہمیں ریاست جموں و کشمیر کا ۸۵ ہزار مربع میل علاقہ مل رہا تھا۔ اور ہماری زرعی زمینوں کے لئے تمام تر پانی ہمیں دستیاب ہوتا جو اب سب ہندوستان کی تحویل میں چلا گیا۔ اور پانی کے چھن جانے سے ہمارے کاشتکاروں کو کروڑ... روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اب حد بندی کمیشن کے سامنے تقسیم .... پنجاب کو آخری شکل دینے کے لئے مسلم لیگ کو اپنا موقف پیش کرنا تھا۔ اس دوران یہ سوال زیر بحث آیا کہ تقسیم یونٹ کا تعین کس طرح سے کیا جائے۔ آیا تقسیم کا یونٹ مسلم اکثریتی ضلع کو رکھا جائے یا مسلم کمشنری اکثریتی علاقے کو یونٹ قرار دینے پر زور دینا چاہیئے۔ ضلع کو یونٹ تقسیم کرنے پر ہمیں جو اضلاع آزادی ہند ایکٹ کے تحت عارضی طور پر مل گئے تھے۔ وہی برقرار رہتے۔ اور کمشنری یا دوآبہ کو یونٹ بنایا جاتا تو ہمیں امرتسر ضلع لاہور کمشنری میں واقع ہونے کی وجہ سے مل جاتا۔ کیونکہ مجموعی طور پر مسلمان لاہور کمشنری میں ایک بہت بڑی اکثریت رکھتے تھے۔ اس طرح دریائے بیاس پاکستان کی قدرتی محفوظ سرحد بن جاتا۔ اور ساتھ ہی دریائے راوی کا تمام پانی مل جانے سے مغربی پنجاب پانی میں خود کفیل بن جاتا۔ اور ستلج بند سے ہمیں بے ترتیب نہریں نکالنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے۔ ظفر اللہ نے اپنی مرضی اور مسلم لیگ کے نام سے حد بندی کمیشن کے سامنے تحریری بیان میں ایک خطرناک تجویز پیش کی۔ وہ یہ کہ پنجاب کی تقسیم کا یونٹ ضلع یا کمشنری کی بجائے تحصیل کو قرار دیا جائے۔ اور ساتھ ہی ظفر اللہ نے یہ بھی شرط لگا دی کہ پھر اس میں دوسرے امور کی بنا پر رد و بدل بھی کر دیا جائے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلم اکثریت کی تحصیلیں پاکستان کو ملیں۔ اور غیر مسلم اکثریت کی تحصیلیں ہندوستان کو ملیں۔ اور پھر اس کمیشن میں دوسرے امور کی بنا پر رد و بدل کر سکتا ہے۔ جب یہ میمورنڈم حد بندی کمیشن کے سامنے آیا۔ جو مسلم لیگ کی طرف سے عرضی دعوے کی حیثیت رکھتا تھا۔ تو بیچارے مسلم جج اس کو پڑھ کر حیران و پریشان ہو گئے (دیکھئے۔ مارشل لاء سے مارشل لاء تک سید نور احمد) اس میمورنڈم میں یہ موقف اختیار کیا گیا تھا۔ اور اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ مسلم اور غیر مسلم علاقے یا مشرقی اور مغربی پنجاب کی اصولی حدود متعین کرنے کے لئے ضلع کو یونٹ قرار دینا غلط ہے۔ اس لئے تحصیل کو یونٹ قرار دینا چاہیئے۔ پھر جو بنیادی نقشہ اس طرح قائم ہو۔ اسے آخری شکل دینے کیلئے اس میں دوسرے امور کی بنا پر مناسب رد و بدل کر

ظفر اللہ قادیانی نے اپنی مرضی اور مسلم لیگ کے نام سے حد بندی کمیشن کے سامنے تحریری بیان میں ایک خطرناک تجویز پیش کی کہ پنجاب کی تقسیم کا یونٹ ضلع یا کمشنری کی بجائے تحصیل کو قرار دیا جائے —

دیا جائے۔

ظفر اللہ کے اس طرز عمل سے جو عملی نتائج برآمد ہوئے۔ نہایت ہی خطرناک تھے۔ تحصیل پٹھان کوٹ جو ایک بہت ہی معمولی اکثریت سے ضلع گورداسپور کی واحد غیر مسلم تحصیل تھی۔ اس کی بنیادی حیثیت اتفاق رائے کیساتھ طے ہو گئی۔ اور یہ تحصیل بحث اور اختلاف کے دائرے سے خارج ہو گئی۔ یا دوسرے الفاظ

مسلم لیگ کے قابل فخر مرزائی وکیل نے ضلع گورداسپور کے مسلم اکثریتی ضلع کی تحصیل پٹھان کوٹ کو طشتری میں سجا کر ہندوستان کو پیش کر دی۔ کیونکہ اب حد بندی کمیشن کے سامنے دونوں فریقوں کا کوئی جھگڑا اس تحصیل کے لئے نہ رہا۔ اور ساتھ ہی راوی کا پانی اور بھارتی افواج کیلئے کشمیر میں داخل ہونے کا راستہ خود بخود انڈیا کو منتقل ہو گیا۔ قادیانی بروقت امداد سے ہندو اپنی کامیابی پر پھولا نہ سماتا تھا۔ ظفر اللہ کی آپ بیتی کی کتاب "تحدیث نعمت" میں بھی اس بات کا قوی ثبوت ملتا ہے کہ یہ تحصیل والی سکیم خالص قادیانیوں کے دماغ کی اختراع تھی۔

اب دوسری صورت یہ پیش آئی کہ تحصیل فیروزپور زیرہ، جالندھر اور نواں شہر کی مسلم اکثریتی تحصیلیں بھارتی مشرقی پنجاب میں جزیرے اور جزیرہ نما کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور غیر مسلم اکثریتی اضلاع میں واقع تھیں۔ خاص کر تحصیل نواں شہر اور جالندھر تو بالکل جزیرے بنے ہوئے تھے۔ اب ان کے ساتھ جغرافیائی وحدت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں ان کا شمول ہونا ممکن نہ تھا۔ اور نہ پاکستان ان کا دفاع کر سکتا تھا۔ اب رہا ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریتی تحصیل ضلع بٹالہ اور گورداسپور۔ تو ان کی حیثیت بھی ضلع امرتسر اور پٹھانکوٹ نکل جانے سے ایک جزیرہ نما کی ہو گئی تھی۔ اور تین طرف سے ہندوستان میں گھر گئی تھی۔ اب ظفر اللہ کی پیش کردہ دوسرے امور کے تحت رد و بدل کے اختیار سے ریڈکلف نے یہ تسلیم کر لیا کہ ان جزیرہ نما تحصیلوں کا نہری، آبپاشی، معاشی اور جغرافیائی طور سے الگ ہونے کی بنا پر ان کو پاکستان کا حصہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اور تو اور دیگر امور کے تحت ریڈکلف نے ضلع لاہور کی تحصیل قصور کا آدھا حصہ کاٹ کر ہندوستان کو دے دیا۔ کیونکہ اس تحصیل کا ایک کونہ دریائے ستلج اور بیاس کے سنگم پر واقع تھا۔ لہٰذا ہندو سنگم پر پاکستان کا قبضہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے یہ احمقانہ تجویز پیش کرنے میں کیا مقاصد کار فرما تھے۔ اس سلسلہ میں ظفر اللہ نے اپنی کتاب تحدیث نعمت کے صفحہ نمبر ۵۰۸

مسلمان جو برطانوی ہند کی آبادی کا چوتھائی حصہ تھے، انہیں پاکستان کی صورت میں آٹھواں حصہ دیا گیا۔

پھر اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ خلیفۃ المسیح قادیانی ثانی مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کا کیس تیار کرنے میں کیا مدد فرمائی۔ اور اپنے خرچے پر جغرافیائی امور کے ایک ماہر پروفیسر سپیٹ کی خدمات انگلستان سے حاصل کی گئی جو کہ ریڈکلف کمیشن کے روبرو نقشہ جات کی مدد سے جغرافیائی پہلو پر ظفر اللہ کو سمجھاتا رہا۔ اور مرزا محمود نے خاص اور اہم ضروری کتابیں قادیان میں منگوائیں۔ جن کو ایک موٹر سائیکل سوار سائڈ کار میں رکھ کر لاہور ظفر اللہ کے پاس لایا۔ ان کتابوں میں کیا تحریر تھا۔ اور نقشہ جات کی مدد سے پروفیسر سپیٹ نے کیا مشورے دیئے۔ یہ بتانے سے ظفر اللہ نے گریز کیا ہے البتہ یہ تحریر کیا کہ پروفیسر سپیٹ نے مجھے جغرافیائی پہلو خوب سمجھایا اور بحث کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بھی اجلاس میں تشریف فرما رہے۔

اس سلسلہ میں ایک نظریہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے مرکز قادیان کو کسی صورت میں بھی پاکستان میں شامل ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قادیان ہندوستان میں زیادہ محفوظ رہے گا اور اگر انہیں پاکستان سے کبھی فرار ہونا پڑے تو وہ بھاگ کر اپنے اصل مرکز کی طرف آ سکیں جیسا کہ معلوم ہے کہ قادیانی مرزائی لوگوں کی اچھی خاصی تعداد بھی موجود ہے۔ قادیان چونکہ ضلع گورداسپور میں واقع تھا۔ یہ ضلع پاکستان کو عارضی تقسیم میں مل گیا تھا۔ لہٰذا مرزا محمود سخت پریشان تھا۔ اور حد بندی کمیشن کے روبرو بحث میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لینا۔ اور وہاں جا کر گھنٹوں بیٹھے رہنا۔ اس کی بیقراری کو ظاہر کرتا ہے۔ پروفیسر اسپیٹ غالباً جغرافیہ کا پروفیسر تھا۔ اس سے نقشے بنوا کر دیکھنا صرف ایک عملی کوشش تھی جو ضلع گورداسپور کو پاکستان سے نکال دے آخر کار تحصیل والی سوچی سمجھی اسکیم بڑے عیارانہ طور پر تیار کر لی گئی۔ اس سلسلہ میں یقیناً ہندو سے بھی رابطہ قائم کیا گیا ہوگا۔ تاکہ قادیانی اپنا حق جتا کر قادیانیت کی حفاظت کا جواز پیدا کر سکیں۔ کہ ہم نے بھارت کو ۹۹ سو مربع میل کا رقبہ دلوایا۔ اگر قادیانی مسلم لیگ کی طرف سے ضلع پاکستان کو تقسیم کا یونٹ بنانے کی تجویز کمیشن کے سامنے پیش کرتے۔ تو پھر کشمیر کا راستہ کس طرح ملتا۔ اور قادیان بھی پاکستان میں آجاتا۔ جو یقیناً مرزائیوں کے مفاد کے خلاف تھا۔ مرزائیوں نے دیگر امور کی بناء پر ردوبدل کی اجازت دے کر ریڈکلف کے لئے ہر ناجائز... کارروائی کا جواز پیدا کر دیا۔ اور ہمارے مسلم اکثریتی علاقے کاٹنے کی کھلی چھٹی دے دی۔

جسٹس دین محمد جو باؤنڈری کمیشن کے مسلمان ممبر تھے ایک حساس اور مسلمان دل رکھتے تھے۔ ان تمام حرکتوں کے بعد مرحوم نے انکشاف کیا کہ پنجاب کی حد بندی لائن بالا بالا طے ہو چکی ہے اور حد بندی کمیشن کی کارروائی محض ایک ڈھونگ ہے۔ ظفر اللہ کی شرارت سے وہ اور بھی زیادہ بددل ہو گئے تھے۔ جسٹس دین محمد مرحوم نے سوچا کہ اس کا علاج صرف ایک ہے کہ کمیشن کے مسلمان جج مستعفی ہو جائیں تاکہ ریڈکلف اپنا جانبدارانہ فیصلہ ہندو کے حق میں صادر نہ کر سکتے۔ لیکن بدقسمتی سے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ اور یہ آخری موقع بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ جس کے نتیجے میں کشمیر اور پانی کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ہماری آئندہ نسلوں کے لئے ایک عذاب کی صورت اختیار کر گیا

ظفر اللہ قادیانی کا سفید جھوٹ۔ حیرت ہے کہ ایک شخص جو بین الاقوامی عدالت کا جج رہ چکا ہے ... وہ جھوٹ بولے۔ اور پھر بڑی بے حیائی سے یہ سفید جھوٹ اپنی آپ بیتی میں تحریر کرے .... زیادہ تمام دنیا کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرے۔ قارئین کو تحصیل یونٹ بنانے کا قصہ تو معلوم ہو ہی گیا ہوگا۔ قادیانیوں نے کس طرح سازش کر کے ہمارے جان سے زیادہ عزیز ملک پاکستان کو نقصان پہنچایا۔ اب ظفر اللہ خان کی مکر و فریب سے بھری ہوئی تحصیل والے موقف کی تائید میں لغو اور جھوٹی تاویلات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مثال مشہور ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے بیسیوں جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں۔ قادیانی سازش کو چھپانے کے لئے ظفر اللہ اپنی آپ بیتی "تحدیث نعمت" میں صفحہ نمبر ۵۰۴ پر رقمطراز ہے۔

عارضی انتظامی تقسیم میں راولپنڈی، ملتان، لاہور ڈویژن کے جملہ اضلاع ماسوائے کانگڑہ مغربی پنجاب میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ اگر ہماری طرف سے ضلع کو یونٹ قرار دیا جانے کا مطالبہ کیا جاتا۔ تو اضلاع میں سے امرتسر کو ترک کرنا پڑتا۔ اس خدشہ کا اظہار بھی کیا گیا۔ کہ اگر ہم نے ضلع کو یونٹ قرار دینے کا مطالبہ کیا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ کہ ہم انتظامی تقسیم میں جو علاقہ مغربی پنجاب میں شامل کیا گیا۔ ہم اس سے بھی کم علاقہ لینے پر رضامند ہیں۔

اول یہ سب سے بڑا جھوٹ تو یہ ہے کہ ضلع کانگڑہ جس کو ظفر اللہ لاہور ڈویژن میں شمار کر رہا ہے۔ ہمیشہ سے جالندھر ڈویژن میں شامل تھا۔ جو پورے کا پورا ہندوستان کو ملی تھی۔ اس کو صحیح بات یہ لکھنی چاہیئے تھی۔ کہ عارضی تقسیم میں راولپنڈی، ملتان اور لاہور ڈویژن کے جملہ اضلاع ماسوائے امرتسر مغربی پنجاب میں شامل کئے گئے تھے۔ اس کا ثبوت میں آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء دیکھا جا سکتا ہے۔ جو اکثر کتب خانوں میں موجود ہے۔ اور جس کے جدول میں تمام عارضی انتظامات اور تقسیم کے اضلاع کی فہرست درج ہے۔

دوسرا جھوٹ ظفر اللہ نے یہ بولا ہے کہ ضلع امرتسر ۳ جون کے اعلان میں پاکستان میں شامل تھا جو اس کی مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ اسی ایکٹ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ ضلع امرتسر جو ایک غیر مسلم اکثریتی علاقہ تھا۔ ہندوستان میں شامل کیا گیا تھا۔

تیسرا جھوٹ ظفر اللہ نے یہ بولا ہے کہ اگر ہم نے ضلع کو یونٹ قرار دیا۔ تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ ہم انتظامی تقسیم میں جو علاقہ مغربی پنجاب میں شامل کیا گیا اس سے بھی کم علاقہ لینے پر رضامند ہیں۔ حالانکہ آزادی ہند ایکٹ

ختم نبوت زندہ باد
مطب صدیقی
ھو الشافی
تشخیص فارم منگوانے کے لئے
جوابی لفافہ ہمراہ بھیجیں
حکیم ظہور احمد صدیقی۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

میں صرف دو ہی اضلاع مغربی پاکستان میں شامل کئے گئے تھے جہاں پر مسلم اکثریت تھی۔ اور کوئی ضلع بھی ایسا نہیں دیا گیا تھا جہاں پر غیر مسلم آبادی کی اکثریت ہو۔ لہٰذا یہ منطق فریب کاری پر مبنی ہے۔

«تحدیث نعمت» میں ان جھوٹی عیارانہ تاویلات کے بعد تقسیم کو درست قرار دیئے جانے کی تائید میں احمقانہ اور عیارانہ قسم کے دلائل پیش کئے ہیں۔ اور گورنری اور نامعقول فوری طور پر رد کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے پاکستان کو ایک طاقت ور ملک بننے اور بہت بڑا فائدہ پہنچنے کا احتمال تھا۔ جس سے آخر کار نفع مسلمانوں کو پہنچتا جس کو مرزائی امت کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

پاکستان کے سابق وزیراعظم ملک فیروز خان اپنی آپ بیتی کے صفحہ نمبر ۱۰۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ مسٹر جناح پر بہت کچھ لکھا گیا۔ اور آئندہ بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔ لیکن بد قسمتی سے جو اشخاص مسٹر جناح کے قریب تھے۔ اور تقسیم ہند کی اندرونی پوشیدہ کہانی جانتے تھے۔ انہوں نے کچھ بھی تحریر نہ کیا۔ حالانکہ میں نے چوہدری محمد علی سے بھی کہا۔ انہوں نے کچھ بھی تحریر نہ کیا۔ قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اگر تقسیم ہند کی حقیقی اندرونی پوشیدہ کہانی لکھ دی جائے تو آج ہماری قوم کے بڑے بڑے بتان عجم ٹوٹ کر پاش پاش ہو جائیں۔

ختم نبوت

صوفی شیدا کاشمیری

ہے ضروری حفظ ناموسِ رسالت کا سوال
مردِ غازی کیلئے ہے یہ شہادت کا سوال
خواجۂ کونین کی ختم نبوت کا سوال
ہے یہی اسلام کے مرکز کی وحدت کا سوال
مسلم جانباز کا جس نے بڑھایا ہے وقار
ہے وہ سردارِ مدینہ کی محبت کا سوال
اپنے جان و مال اولاد بھی قربان ہے
گر ہو پیدا حفظِ ناموسِ رسالت کا سوال
لانبی بعدی حبیب کبریا کا قول ہے!
ہے اسی میں دین کی عزت کا عظمت کا سوال
دشمنانِ دیں کریں ختم رسالت کا مذاق
ہے غلامانِ محمدؐ کی عقیدت کا سوال

حضرت شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا بخاریؒ

مولانا ازہر شاہ صاحب قیصر

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ۱۹۱۹ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک کشمیر سے راس کماری تک، ہر صوبہ، ہر شہر اور ہر بستی میں چھاتا اور چلاتا، روتا رلاتا، ہنستا ہنساتا، گرجتا برستا رہا۔ شاید ہی کوئی شہر ہو جس کی فضاؤں میں بخاری کی تقریروں کی روانی اور پرشباب قوت جو ش کر ابھری نہ ہو۔ ہندوستان کے مسلمان بخاری کو بھول جائیں۔ مگر یہ طے ہے کہ ہندوستان میں جب کوئی مسلمان کسی پریشانی سے دو چار ہوا ہے تو عطاء اللہ شاہ بخاری کے آنسوؤں نے اس کا ساتھ دیا ہے۔ جب بھی کسی مظلوم نے اسے آواز دی ہے تو وہ سینہ تان کر اس کی حمایت میں سامنے آگیا ہے۔ گجرات، ملتان، دہلی، امل پور، سیالکوٹ، لاہور امرتسر کی جیلیں اس کی یادگار ہیں۔ آج نہ سہی ایک وقت ضرور آئے گا۔ جب آنے والی نسلیں ان جیلوں کو بخاری کی قیام گاہ کی حیثیت سے آثار قدیمہ میں شامل کر دے گی۔

آج تاج محل، مغل آرٹ کا ایک نشان اور ہندوستان کی عظمت کا ایک یادگار نمونہ ہے۔ وقت مجبور کرے گا کہ امرتسر اور ملتان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مکانات کو اپنی تاریخ حریت، یادگار کے طور پر محفوظ کیا جائے۔

لاہور کے ایک جلسہ میں پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے ایک مصنف کے خلاف احتجاج کیا جا رہا تھا۔ لاکھوں کے مجمع میں عطاء بخاری نے کہا کہ وہ دیکھو سامنے! خدیجۃ الکبریٰ کھڑی شکایت کر رہی ہیں کہ میرے شوہر نامدار کی توہین کی گئی اور لاکھوں مسلمانوں میں سے ایک بھی نہ بولا۔ لو وہ سیدہ فاطمہ زہرہؓ فرما رہی ہیں کہ میرے ابا جان کی بے عزتی کی گئی۔ اور ان کی امت نے کچھ نہ کیا۔ تو لاکھوں کے اس مجمع کی چیخیں نکل گئیں۔ اور سینکڑوں مسلمان عورتوں نے اپنے جگر گوشوں کو شاہ کے سامنے پھینک دیا۔ کہ ہم اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ناموس رسولؐ پر قربان کرتی ہیں۔ کوئی اور بھی اگر ایسا جادو بیان خطیب ہو تو مجھے بتاؤ۔

آپ نے سنا ہو گا کہ ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۲ء میں گاندھی جی نے میرے والد مرحوم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، مگر انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں گوشہ نشین فقیر لیڈروں سے ملنے کا سلیقہ نہیں رکھتا۔"

نظام حیدر آباد نے انہیں گھیر گھار کر اپنے ہاں بلوایا، کہتے ہیں کہ نظام ترجمہ قرآن کے سلسلے میں والد صاحب سے کوئی علمی خدمت لینا چاہتے تھے۔ اور اس کام کے لئے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے لئے تیار تھے۔ مگر ابا جی نے کہا کہ میں پیسے کر قرآن کی کوئی خدمت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ آپ اس کام سے مجھے معذور سمجھیں۔" آپ ان افکار و آراء سے اسی نتیجہ پر پہنچ سکیں گے کہ ابا جی جیسے خبردار آدمی کا کسی کی دنیا داری سے مرعوب ہونا ہی واقعی مشکل تھا۔ حضرت شاہ صاحب مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے سو جان سے دیوانے تھے۔ ہر وقت ان ہی کا حال پوچھتے رہتے تھے۔ کتابت سے فراغت ہوئی، چارپائی پر سنبھل کر بیٹھ گئے۔ سادہ چائے آئی اس کا دور چلا۔ سامنے میرے ماموں جناب حکیم سید محفوظ علی صاحب، مولانا حفظ الرحمٰن، مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ہوں گے اور ابا جی نے سلسلہ کلام شروع کر دیا۔

کیوں مولوی صاحب! ہم عطاء اللہ شاہ کو اگر سب کاموں سے ہٹا کر صرف تردید قادیانیت پر لگا دیں تو کیسا رہے گا؟ مولوی صاحب یہ صاحب واقعی مخلص ہیں۔ بہت محنتی اور بہت زیادہ بہادر، انہوں نے پنجاب میں تقریریں کر کے قادیانیت کے خلاف عوام میں جذبہ اشتعال پیدا کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسی طرح محنت سے کام کیا تو قادیانیت کا پنپنا مشکل ہو جائے گا۔

جن دنوں خدام الدین کے جلسہ میں ابا جی نے شاہ جی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان دنوں شائد اخبار "انقلاب" لاہور میں ایک نظم نکلی تھی جس سے اس زمانہ کے مشہور اخبار "سیاست" لاہور نے بھی خوب مزے لے لے کر چھاپا تھا۔ اس کے پہلے چند اشعار میں تو تنگ کے فصول کے سلسلہ میں ابا جی کے ایک مشہور فتویٰ کا مذاق اڑایا تھا۔ اور اس فتویٰ کا اس زمانے میں اس وجہ سے بہت چرچا ہو گیا تھا۔ کیونکہ گاندھی جی نے اس فتویٰ کو سامنے رکھ کر نمک سازی کی اپنی مشہور تحریک شروع کی تھی اس نظم میں ابا جی کی بیعت کا ذکر کرتے یوں کیا گیا۔

کی ہے اک شاگرد کی استاد نے بیعت قبول
بڑھ گیا ہے مہر سے کس درجہ رتبہ ماہ کا
انقلاب آسماں دیکھو کہ اک ادنیٰ مرید
پیر انور شاہ جیسا ہے عطاء اللہ کا

اور بادی النظر میں یہ بات واقعی حیرت انگیز تھی کہ ابا جی شاہ جی کی بیعت کریں۔ مگر یہاں تو میاں عاشق و معشوق رمزیست کا معاملہ تھا۔ کسی کو کچھ پتہ نہ چلا کہ مرشد نے مرید میں کیا جوہر دیکھے۔ اور کیوں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ شاہ جی کا نام آیا اور ابا جی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کسی نے شاہ جی کی تعریف کی تو خوش ہو گئے۔ اور کسی نے شاہ جی کو برا بھلا کہا تو بگڑ گئے۔

ابا جی کو اخبار پڑھنے کی کبھی عادت نہ تھی مگر شاہ جی کی خبریں معلوم کرنے کے لئے اخبار والوں سے پوچھتے کہ بھائی! شاہ جی کی کوئی خبر ہے؟ کہیں تقریر کی ہے یا نہیں؟ کہاں ہیں؟ ادھر دیوبند کی طرف تو آنے کی خبر نہیں؟"

اللہ اللہ محبت و شفقت کا کیا عالم تھا۔ ایک مرتبہ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ آج اخبار میں شاہ جی کی کوئی خبر تھی؟" میں نے جھنجھلا کر کہا کہ نہیں، فرمایا کہ الجمعیۃ بھی دیکھا تھا یا نہیں؟" میں نے کہا دیکھا تھا۔ اس میں بھی کوئی خبر نہیں تھی۔ ارشاد ہوا اور زمیندار؟ میں اس کھود کرید سے تنگ آ گیا تھا۔ لپک کر بولا کہ اس میں خبر تھی شاہ جی گرفتار ہو گئے۔ میری آنکھوں میں سالہا سال پہلے کا نقشہ جوں کا توں موجود ہے۔ اس طرح کہ گویا یہ واقعہ آج ہی رونما ہوا ہے۔ ابا جی چارپائی پر اپنے کمرے میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ یہ سنتے ہی اٹھ بیٹھے، گھبرا کر پوچھا کہ گرفتار ہو گئے؟ کہاں گرفتار ہو گئے؟ بھائی کیا معاملہ ہوا ذرا تفصیل سے بتاؤ؟ ان کے گھبرا کر اٹھ بیٹھنے سے اور اس طرح سوالات کرنے سے مجھے احساس ہوا کہ میرا یہ جھوٹ ابا جی کے لئے بدرجہ غایت تکلیف دہ ہو گا۔ یہاں تو محض رنج افزا کے لئے جھوٹ بولا تھا مگر اب یہ جھوٹ جان لے کر رہے گا۔ پریشان ہوا کہ آخر کروں تو کیا کروں؟ اور دل نے فوراً یہ فیصلہ کیا کہ اس شاندار جھوٹ کو واپس لینے میں ہی عافیت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ویسے ہی مذاق کیا تھا۔ شاہ جی کہیں گرفتار نہیں ہوئے۔ ۱۴ مئی کو دہلی میں جلسہ ہے۔ شاہ جی اس جلسہ میں شرکت کے لئے آ رہے ہیں۔ بے ساختہ فرمانے لگے کہ نعوذ باللہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پیش آئی آپ کچھ عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں بظاہر یہ جھوٹ بولنے میں آپ کا کوئی نفع نہ تھا۔ مگر آپ نے بے ساختہ جھوٹ بولا۔ آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت عطاء فرمائے۔ آپ کو نیک عمل کی توفیق دے۔ آپ کا حال تو ہمارے نزدیک بہت افسوسناک ہوتا جا رہا ہے۔"

قادیانیت کے سلسلے میں شاہ جی نے جتنا کام کیا۔ وہ سب ابا جی کے اشارے پر کیا۔ شاہ جی کی تقریریں پسند کی جاتیں تو ابا جی کا سیروں خون بڑھ جاتا۔ وہ تردید قادیانیت کے لئے لمبے لمبے دورے کرتے۔ تو ابا جی کی نگاہ ان کے ہر قدم پر رہتی۔ ڈابھیل کی مسجد مدرسہ میں ابا جی کا معمول تھا کہ جمعہ کو تقریر فرمایا کرتے ایسی تقریر جس میں صرف مغز ہی مغز ہوتا تھا۔ الفاظ بالکل نہیں نہ کوئی ابتداء ہوئی۔ اور نہ کوئی انتہاء تقریر ختم کر چکے۔ مجمع اٹھ گیا۔ خود منبر سے اتر آئے۔ مگر کوئی بات پھر ذہن میں آ گئی۔ تو دوبارہ منبر پر جا بیٹھے۔ اور تقریر شروع فرما دی۔ ایک دفعہ خطبہ سننے کے بعد صرف یہی مضمون بیان ہوا کہ پنجاب میں ایک صاحب مل گئے ہیں۔ صاحب توفیق، صاحب کمال، صاحب صلاحیت، صاحب سواد، خوب کام کرتے ہیں۔ علماء سو کی طرح نہ خواہش زر میں مبتلا ہیں۔ اور نہ ہی خواہش شہرت میں۔ بس خالص اللہ کے لئے کام کئے جاتے ہیں۔ ہم نے قادیانیت سے متعلق انہیں توجہ دلائی کہ فتنہ عظیم صحیح اسلام کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کر بیٹھا ہے۔ آپ کیوں نہ اس فتنہ کے خلاف کوئی کام کر گزریں آپ کا وہ کام دین میں آپ کے لئے نفع رساں ہو گا۔ اور دنیا میں اس سے اہل دین کو فائدہ پہنچے گا۔ یہ کہہ کر پھر شاہ جی کا نام لیا، فرمایا کہ بڑوں بڑوں سے جو کام نہ ہوا۔ اس غریب نے کر دکھایا۔" (طلباء کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) کہ آپ تو مدرسہ کی روٹیاں کھا کر ہر وقت بحث و مباحثہ میں لگے رہتے ہیں۔ دین کے اس کام کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ عطاء اللہ اگر یہاں آ گئے تو آپ ان سے ملئے وہ عجیب آدمی ہیں۔"

میرے خیال میں ابا جی کے ان ہی الفاظ کو سامنے رکھ کر حفیظ جالندھری نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اول کے مجاہدین اسلام کے گروہ سے ایک سپاہی راستہ بھول کر اس زمانہ میں آ نکلا ہے وہی سادگی، وہی مشقت پسندی، یکسر عمل، اخلاص اور للہیت جو ان میں تھی وہ عطاء اللہ شاہ میں بھی موجود ہے۔"

بہرحال جن بزرگوں کے یہ قصے ہیں۔ وہ بزرگ اب مدت ہوئی نظروں سے ایک جلوہ بے قرار دکھلا کے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ وہ بزرگ اپنے اپنے وقت پر علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ مگر آج تو خاک مزار کے سوا کوئی نشان نہیں ملتا۔ پہلے کبھی ابا جی کی مجلس میں حقائق دین کی گرہیں کھلتیں اور فکر و نظر کے نئے سانچے تیار ہوتے تھے۔ جن پر ان کی نظر پڑ جاتی وہی کام کا آدمی بن جاتا تھا۔ جو قدموں میں آ کر بیٹھتا وہی کچھ لے کر جاتا تھا۔ مگر آج ان کے مزاروں پر خاموشی اور سکون کے سوا کیا ہے؟

۷۰ سال کی عمر پوری کر کے عطاء اللہ شاہ صاحب نے ۲۱/۸/۶۱ کی شام کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔ اور ۲۲ کو بعد نماز ظہر تقریر و خطابت کے اس بادشاہ کو منوں مٹی کے نیچے دبا دیا گیا۔ شاہ جی کی موت پر ایک تاریخ ختم ہو گئی۔ ایک عہد گزر گیا اور ایک دور پورا ہو گیا۔ ایک چمن لٹ گیا۔ اور ایک لٹ گئی۔ تقریر و خطابت کی رونق ختم ہو گئی، جرأت اور شجاعت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور خلوص اور دیانت پر افسردگی چھا گئی۔ اب نہ کبھی شاہ نظر آئیں گے۔ نہ ان کی تقریریں سننے کا موقع ملے گا۔ لیکن جب بادل گرجے گا، بجلی چمکے گی، موسلادھار بارش ہو گی، اور جب کبھی شام آئے گی۔ جب کبھی پھول کھلیں گے اور کلیاں مسکرائیں گی، جب کبھی باد صبا کلیوں سے پھولوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی چمن سے گزرے گی، جب کبھی کوئی قرآن پڑھے گا۔ اور جب کوئی رات کی آخری اور خشک ساعتوں میں لاکھوں اور ہزاروں کے مجمع کے سامنے تقریر کرے گا۔ جب کوئی جرأت حق گوئی کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرے گا۔ جب کوئی مرد حق تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کی عظمت کے لئے اپنے جسم و جان کا نذرانہ وقت کے کسی طاغوت و جابر کے سامنے پیش کرے گا۔ مجھے اس وقت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

باقی صفحہ ۲۴ پر

اخبار ختم نبوت

غلط خبر چھاپنے کی معذرت نہ کی گئی تو قانونی چارہ جوئی کریں گے۔

مجلس ننکانہ صاحب کی طرف سے لاہور کے ایک روزنامہ کو نوٹس

ننکانہ صاحب (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس ختم نبوت ننکانہ صاحب نے لاہور کے ایک پنجابی روزنامے میں شائع ہونے والی اس خبر پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ جس کے مطابق چھپانہ کے قریبی گاؤں میں قادیانیوں نے قرآن کریم نہیں۔ بلکہ عربی زبان میں شائع ہونے والا قادیانی لٹریچر جلایا تھا۔ مجلس کے ایک ترجمان کے مطابق سانحہ چھپانہ میں قادیانیوں کی طرف سے نذر آتش کئے جانے والے قرآن مجید کے سات نسخے اس وقت بھی مقامی پولیس کی تحویل میں ہیں۔ اس خبر کی اشاعت سے نہ صرف ان سینکڑوں مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جنہوں نے سانحہ چھپانہ کے قادیانی ملزموں کے خلاف ہونے والے احتجاجی مظاہرہ میں حصہ لیا تھا۔ بلکہ مجلس کی نیک شہرت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ ترجمان کے مطابق مذکورہ اخبار کے ایڈیٹر کو نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ فوراً اس مجہول خبر کی معذرت کرے۔ بصورت دیگر وہ قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

افغان مجاہدین کو خراج تحسین

کوئٹہ (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، بلوچستان کے رابطہ سیکرٹری محمد انور خان مندوخیل نے شہر کے نوجوانوں کے نمائندہ وفد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کے مجاہدین نے ۱۱ سال سے روسی استعمار کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کیا۔ بالآخر اس کو افغانستان سے نکلنا پڑا۔ اور یہ صرف اور صرف جہاد اسلامی کی بدولت ہوا۔ اس سے پہلے روس نے مسلم علاقے یعنی ازبکستان، تاجکستان، بخارا، سمرقند، تاشقند پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو زندہ درگور کیا۔ ان کے عظیم تاریخی مدرسے اور مسجدوں کو مسمار کیا۔ اور افغانستان میں بھی وہ یہی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن افغان قوم جرأت مند قوم ہے۔ جو کہ اپنی جرأت اور بہادری میں نمایاں ہے۔ پندرہ لاکھ شہداء کی قربانی کے بعد روسی کمیونسٹ کو وہ شکست دی کہ ان کی نسلیں یاد رکھیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اب افغانستان میں کٹھ پتلی نجیب حکومت ایک ریت کی گرتی ہوئی دیوار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور انشاء اللہ عنقریب گی۔ اور افغان مجاہدین کی حکومت بن جائے گی۔ انہوں نے مجاہدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

پرنسپل ووکیشنل کالج کا تبادلہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ (نمائندہ ختم نبوت) شمیم رضا پرنسپل ووکیشنل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ کا تبادلہ ہو گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ پرنسپل قادیانی عقائد رکھتی تھی۔ جس پر عوام اور اساتذہ میں شدید احتجاج ہوا۔ صوبائی محکمہ تعلیم نے مسلمانوں کے پر زور مطالبات پر مذکورہ پرنسپل کو ٹوبہ ٹیک سنگھ سے فوری تبدیل کر دیا۔

ننکانہ میں مجلس کے ناظم پر قاتلانہ حملہ کرنے والے ملزمان کو گرفتار کیا جائے

ننکانہ صاحب (پ۔ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے صدر محمد متین خالد نے اپنے ایک مشترکہ اخباری بیان میں مجلس کے ناظم شوکت علی شاہد پر قاتلانہ حملے کے مبینہ قادیانی ملزم کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا کہ انہوں نے سانحہ چھپانہ میں قادیانیوں کی طرف سے قرآن نذر آتش کرنے کی مذموم حرکت کے خلاف ننکانہ صاحب میں مسلمانوں کی طرف سے ہونے والا احتجاج ایک فطری عمل تھا۔ جب کہ قادیانی مخذرہ عناصر نے اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کو ہر ممکن طریقہ سے نقصان پہنچانے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس کی ابتداء مقامی مجلس کے ناظم شوکت علی شاہد پر قاتلانہ حملے سے کی ہے۔ انہوں نے کہا قادیانی ایک سازش کے ذریعے مسلمانوں کو مشتعل کر کے ملک کے حالات خراب کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ شوکت علی شاہد پر قاتلانہ حملے کے مبینہ ملزم کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

وفاقی شرعی عدالت میں قادیانی ایڈووکیٹ کی بطور اسٹینڈنگ کونسل تقرری کیخلاف احتجاج۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ (نمائندہ ختم نبوت) ۱۰۔ ماہ قبل ایڈیشنل جج محمد ارشد خان ٹوبہ ٹیک سنگھ نے منیر احمد نامی قادیانی نوجوان کو ۲۹۸/ج کے تحت مقدمہ میں بری کر دیا تھا۔ یاد رہے کہ ملزم کو ماتحت عدالت جناب ملک مشتاق احمد باسط مجسٹریٹ درجہ اول نے ایک سال قید با مشقت کا حکم سنایا تھا۔ جسے سیشن جج مذکور نے کالعدم قرار دیا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد عبد الشکور نے عدالت عالیہ میں مذکورہ حکم بالا کو شیخ اعجاز الحق ایڈووکیٹ کے ذریعے چیلنج کر رکھا اور ڈپٹی کمشنر کی طرف سے بھی اس فیصلہ کے خلاف ایک رٹ بذریعہ سرکار دائر کی جا چکی ہے۔ جناب جسٹس [illegible] نے رٹوں کو سماعت کے لئے منظور کر لیا۔ آئندہ سماعت کے لئے پیشی کا تعین عدالت عالیہ اپنی صوابدید پر کرے گی۔

ننکانہ صاحب کے مجاہد ختم نبوت

رانا محمد رفیق کو صدمہ

ننکانہ صاحب (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس ختم نبوت ننکانہ صاحب کے سرگرم مجاہد رانا محمد رفیق کی صاحبزادی گذشتہ روز مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے اراکین نے اور رہنماؤں نے رانا محمد رفیق سے اس المناک سانحہ پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور اس کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مجلس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سیکرٹری جنرل نے ایڈیشنل جج کیخلاف ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد عبداللہ نے ایک مشترکہ بیان میں مرکزی حکومت سے اس بات پر شدید احتجاج کیا کہ وہ قادیانی ایڈووکیٹ کو وفاقی شرعی عدالت میں بطور اسٹینڈنگ کونسل مقرر کرچکی ہے جبکہ شیخوپورہ کے بھی ایک قادیانی ایڈووکیٹ کو ڈپٹی اٹارنی جنرل وفاقی شرعی عدالت مقرر کیا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ کورٹ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف رٹ دائر کرچکے ہیں۔ ان وکلاء کی موجودگی میں رٹ کی سماعت کس طرح سے ہوگی۔ لہٰذا پرزور احتجاج کیا جا رہا ہے کہ ان وکلاء کی تقرری کو کالعدم قرار دیا جائے۔

سرگودھا کے نواحی علاقہ میں قادیانیوں کی فائرنگ۔

سرگودھا (نمائندہ ختم نبوت) گذشتہ روز چک نمبر ۹۸ شمالی سرگودھا میں قادیانیوں نے سڑک بلاک کرکے مسلمانوں پر اچانک اندھا دھند فائرنگ کردی۔ جس سے ضلع کونسل کے ممبر چوہدری امانت علی باجوہ سمیت دو نوجوان شدید زخمی ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق مذکورہ چک میں شبان ختم نبوت کے کارکنوں اور قادیانیوں میں عرصے سے زبردست چپقلش چلی آ رہی تھی۔ شبان ختم نبوت کے کارکنوں خصوصاً ضلع کونسل کے حمید چوہدری، امانت علی باجوہ اور امجد پرویز نے گذشتہ روز تھانہ صدر میں ایک درخواست دی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ مذکورہ چک میں قادیانی امتناع قادیانی آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جس پر پولیس نے چک میں جاکر قادیانیوں کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے مذکورہ جگہ سے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات محفوظ کرلی تھیں۔ جس کا مذکورہ چک کے قادیانیوں کو رنج تھا۔ انہوں نے اس کا بدلہ لینے کے لئے طیش میں ایک روز قبل مسلمانوں پر فائرنگ کردی۔ نمائندہ ختم نبوت کو عام لوگوں نے بتایا کہ فائرنگ سے تمام چک میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ قادیانیوں کی پشت پناہی ایک ایس پی کر رہا تھا۔ اس واقعہ کے اگلے روز شبان ختم نبوت سرگودھا کے کارکنوں نے شہر میں زبردست احتجاجی جلوس نکالا۔ اور کارکن ایس پی آفس گئے وہاں انہوں نے قادیانیوں کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔ ٹائروں کو آگ لگائی۔ اور تقریباً ۲ گھنٹے ٹریفک بند کئے رکھی۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ایس پی سرگودھا چوہدری اشرف [illegible] اصغر علی [illegible] کمشنر [illegible] موقع پر پہنچ گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ وہ اصل ملزم ایک ایس پی کے خلاف مقدمہ درج کریں گے۔ اور مسلمانوں کے خلاف فائرنگ کرنے والے قادیانیوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دیں گے۔ بعدازاں پولیس تھانہ صدر نے ڈی ایس پی سرگودھا ممبر قومی اسمبلی انور علی چیمہ، ایس پی سرگودھا، اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا، سٹی مجسٹریٹ سرگودھا، آنریری مجسٹریٹ سرگودھا کی موجودگی میں مذکورہ ایس پی کے خلاف اقدام قتل کے الزام مقدمہ درج کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر چھ قادیانیوں کے خلاف بھی مقدمہ درج کیا گیا۔ اور متعدد قادیانیوں کو موقع پر گرفتار کیا گیا ہے۔

امسال پانچویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس
ختم نبوت کے راہنماؤں کی لندن روانگی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا عبدالرحمٰن لندن روانہ ہوگئے۔ واضح رہے کہ ۱۸ جون ۱۹۸۹ء کو دیلے کانفرنس سینٹر لندن میں منعقد ہو رہی ہے۔ دونوں راہنما کانفرنس کے انتظامات کرنے کے علاوہ برطانیہ بھر کا دورہ کریں گے۔ مختلف شہروں میں جلسوں سے خطاب کریں گے۔ اور جمعہ کا خطبہ بھی دیں گے۔

قادیانی مجرموں کو سزا دی جائے۔

جہلم [illegible] (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت [illegible] ایک اجلاس [illegible] زیر صدارت [illegible] منعقد ہوا [illegible] چک نمبر ۹۸ [illegible] نذر آتش کرنے اور مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کرکے متعدد افراد کو شدید زخمی کرنے کے واقعہ پر [illegible] شدید مذمت کا اظہار کیا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ انتظامیہ لوکل ان سے مطالبہ

ذکریوں کو بھی توہین شعائر اللہ سے روکا جائے

مکران (نمائندہ ختم نبوت) مبلغ ختم نبوت مکران فضل الرحمٰن فاروقی نے کہا ہے کہ ذکری شعائر اللہ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حکومت ان کے خلاف قوانین وضع کرے۔ انہوں نے کہا کہ ذکری ۲۷ رمضان شریف کو رمضان کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ ۳۰ رمضان تک ۳۰ دن کوہ مراد تربت میں حج کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ حکومت اور مکران انتظامیہ ذکریوں کو تحفظ دیتی چلی آ رہی ہے۔ آب زم زم، مسجد طوبیٰ، مزار عرفات اور رنگ، اسود وغیرہ کے عنوان سے شعائر اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور ذوالحجہ کے آخری عشرہ کو روزہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ مطالبہ کیا کہ حکومت ذکریوں کو شعائر اللہ سے روکے۔

مغربی جرمنی میں قبول اسلام

فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مغربی جرمنی کے راہنما اور [illegible] مسجد کے امام اور خطیب جناب مولانا قاری مشتاق الرحمٰن کے ہاتھ پر رمضان المبارک کے مبارک ایام میں دو عیسائی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان دو عورتوں نے کہا کہ ہم نے اسلام کی حقانیت کی وجہ سے راہ ہدایت پائی ہے۔ اور ہم بلا کسی جبر و اکراہ برضا و رغبت اسلام قبول کرتی ہیں۔ جرمانا ماریا کا اسلامی نام مریم رکھا گیا۔ اور اسی مجلس میں ایک مسلمان نوجوان سے اس کا نکاح کر دیا گیا۔ جب کہ دوسری عورت ریٹا کا اسلامی نام عائشہ رکھا گیا۔ آخر میں مولانا موصوف نے ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ اور اسلام پر استقامت کی دعا کی۔ یاد رہے کہ یہ [illegible] فرینکفرٹ میں [illegible] اس سے قبل بھی عیسائی مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ ادارہ [illegible] طور پر اسلام قبول کرنے میں [illegible] بھی جاری رکھتا ہے۔

قرآن پاک کی بے حرمتی کیخلاف مسلمانوں کا احتجاج فطری ردِّ عمل تھا۔
ننکانہ صاحب بار ایسوسی ایشن کی پریس کانفرنس۔

ننکانہ صاحب (نمائندہ ختم نبوت) بار ایسوسی ایشن ننکانہ صاحب کی مجلس عاملہ کے سینئر اراکین مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ اور رائے ہدایت خان کھرل ایڈووکیٹ نے گذشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چک نمبر ۵۶۳ گ ب تحصیل جڑانوالہ میں قرآن پاک کی بے حرمتی کا سنگین واقعہ بھی قادیانی سازش کا ایک حصہ ہے۔ اور ننکانہ صاحب میں مسلمان طلبہ کی طرف سے مظاہرہ اس واقعہ کا فطری ردعمل ہے انہوں نے واضح کیا کہ مقامی انتظامیہ نے دانشمندانہ حکمت عملی سے کام لیکر حالات کو کنٹرول کیا ہے۔ ورنہ مسلمان عاشقانِ رسول ﷺ کی طرف سے قادیانیوں کے خلاف چلائی جانے والی تحریک پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی تھی۔ اور امن وامان کا زبردست مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ مورخہ ۸۹-۳-۱۵ کو بار ایسوسی ایشن ننکانہ صاحب نے ایک قرارداد کے ذریعہ ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کیخلاف ہونے والے احتجاجی مظاہرے اور مقامی انتظامیہ کی جو مذمت کی ہے۔ وہ سراسر غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اور قرارداد مذکورہ کو ممبران بار کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے لہٰذا بالعموم پوری قوم اور بالخصوص وکلاء برادری

سے اپیل کی جاتی ہے کہ واقعات کی چھان بین کئے بغیر شمعِ رسالت کے پروانوں کی دل آزاری سے اجتناب کیا جائے۔

شبانِ ختم نبوت ہری پور کے زیر اہتمام ایک افطار پارٹی۔

ہری پور ہزارہ (نمائندہ ختم نبوت) رمضان المبارک میں شبان ختم نبوت تحصیل ہری پور کے زیر اہتمام چمن پارک ہری پور کے وسیع سبزہ زار پر ایک پر وقار افطار پارٹی کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ تقریب کا آغاز جناب قاری نور الحق صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جب کہ صدارت مولانا محب الحق صاحب نے فرمائی۔ تقریب سے مجلس ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے امیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن مدظلہ نے خطاب فرمایا اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ تمام مرزائیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ آپ نے بعض قادیانی فوجی افسروں کو حال ہی میں اعلیٰ فوجی عہدوں پر ترقی دینے پر سخت نکتہ چینی کی۔ اور وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ سے اس بارے میں سختی سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا۔ اس لئے کہ قادیانی خدا کے دشمن ہیں نبی کریم ﷺ کے دشمن ہیں۔ عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ اور ملک پاکستان کے دشمن ہیں۔ مولانا موصوف نے شبان ختم نبوت تحصیل ہری پور کے نوجوانوں کی مرزائیوں کے خلاف کوششوں کو سراہا۔ اور شرکائے تقریب بالخصوص نوجوانوں کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ تقریب سے شبان ختم نبوت تحصیل ہری پور کے چیف آرگنائزر جناب حفیظ الرحمٰن صاحب نے بھی خطاب کیا۔ اس تقریب میں معززین شہر و علاقہ شبان ختم نبوت کے تمام نوجوانوں، مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم [illegible] اور جناب الحاج مولانا محمد عبداللہ صاحب، جناب قاضی بشیر صاحب، جناب غلام مصطفےٰ شاہ صاحب، جناب مولانا [illegible] صاحب، جناب مولانا عبد الحلیم انور صاحب، جناب حکیم زین العابدین صاحب، جناب پرویز اختر راٹھا صاحب، اور جناب عبد الواحد صاحب۔ ای اے ہری پور شریک ہوئے۔ مجلس استقبالیہ میں سید امداد حسین شاہ صاحب، جناب عارف تنولی صاحب، جناب خالد اقبال، جناب اورنگزیب مغل، جناب محمد یونس اعوان صاحب، اور خادم الاحباب خان افسر سواتی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ہری پور شامل تھے۔

حویلی مجوکہ میں جلسہ ختم نبوت

۲۹ مارچ ۸۹ء حویلی مجوکہ ضلع سرگودھا میں عظیم الشان جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے، مولانا محمد احمد یار چار یاری، مولانا محمد حیات، مولانا اللہ یار ارشد، جناب غلام اکبر، حق نواز گلبانہ، محمد صدیق طارق، محمد شفیق الرحمٰن اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ جبکہ صوفی احمد بخش چشتی، محمد فراز، ظفر اقبال، عبد الرحمٰن، محمد مختار، صوفی احمد علی، غلام سرور، نصر اللہ طاہر اقبال مجوکہ نے نعت شریف پیش کی۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ اگر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مطلوب ہے تو عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں ہم سب کو کام کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرنا چاہیئے۔

وہاڑی میں نونہالان ختم نبوت کا انتخاب

وہاڑی شہر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بروز جمعرات بوقت دوپہر ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں نونہالان ختم نبوت کے مندرجہ ذیل عہدے داران منتخب ہوئے۔ امیر جناب حضرت مولانا احمد یار صاحب، صدر جناب محمود احمد غضنفر صاحب، نائب صدر جناب رزاق خالد خان

جنرل سیکرٹری فرخ شہزاد صاحب، سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت جناب کامران خان محمود، سیکرٹری محمد اطہر اقبال صاحب، خزانچی اقبال شوکت منتخب ہوئے۔

فائرنگ میں ملوث ایس ایس پی کو گرفتار کیا جائے۔ اسلامی تنظیموں کا مطالبہ

سرگودھا (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے صدر جناب مولانا اکرم طوفانی، ختم نبوت یوتھ فورس سرگودھا کے صدر جناب عبد الرزاق، انجمن سپاہ صحابہ کے صدر امجد پرویز اور دعوت الحق سرگودھا کے صدر جناب قاری صاحب الدین نے ایک مشترکہ بیان میں مقامی پولیس اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ شہر کے حالات کو خراب کرنے میں ملوث ایف آئی اے کے ایس ایس پی طاہر عارف مرزائی کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مقامی پولیس نے مذکورہ افسر کی گرفتاری میں لیت ولعل سے کام لیا تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ شہر کے لوگوں میں کافی اشتعال پایا جاتا ہے۔

ربوہ منشیات فروشوں اور سمگلروں کی آماجگاہ

۱۷ اپریل روزنامہ مساوات لاہور کی ایک خبر کے مطابق شہری حقوق کمیٹی کے صدر سید مقصود احمد شاہ نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ چنیوٹ سب ڈویژن پولیس کی ملی بھگت اور نا اہلی کے باعث ربوہ منشیات کے بین الاقوامی سمگلروں اور سماج دشمن عناصر کی آماجگاہ بن چکا ہے منشیات کے سمگلر مقامی با اثر افراد کے تعاون سے اس شہر کو ٹرانزٹ پوائنٹ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ شمالی مغربی پنجاب و جنوبی سرحد سے منشیات اور جعلی کرنسی ملک کے دوسرے حصوں میں یہاں سے پھیلائی جاتی ہیں۔ انہوں نے ان سماج دشمن عناصر خاص طور پر سمگلروں اور پولیس اہلکاروں کی بڑھتی

باقی صفحہ ۲۶ پر کالم ۳ پر

مشرقی پاکستان کی علیحدگی

ایک قادیانی شاخسانہ

تحریر — شورش کاشمیری مرحوم

قادیانی اس سازش میں تھے کہ مشرقی پاکستان کو الگ کیا جائے۔ قادیانی عقلانے وہ سب کچھ کیا۔ جو اس کے لئے ضروری تھا۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کے لیے شکایات کو جنم دیا۔ پھر پروان چڑھایا۔ ایم ایم احمد نے حکومت پاکستان کے فنانس سیکرٹری، مالی مشیر اور منصوبہ بندی کا سیکرٹری کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے بنگالیوں کو اتنا بے بس اور بیزار کر دیا۔ کہ وہ علیحدگی کی تحریک میں ڈھل گئے۔ مشرقی پاکستان کے مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا گیا۔ اور اس کے مسئول ایم ایم احمد تھے۔

(۲) جب تک مشرقی پاکستان علیحدہ نہ ہو قادیانیوں کے لئے پاکستان میں اقتدار کا سوال سوال خارج البحث تھا کیونکہ اکثریت مشرقی پاکستان کی تھی۔ اور شیخ مجیب الرحمٰن قادیانیوں کی ان حرکتوں کو بھانپ گئے۔ اور ان سے باخبر ہو گئے تھے۔ وہ ایم ایم احمد کی حرکات پر عوام میں بیان دے چکے تھے۔ اور ان کی فوری علیحدگی کے خواہاں تھے۔ اس بیان کے فوراً بعد چوہدری ظفر اللہ خان ان سے ملنے ڈھاکہ گئے۔ دوسرے یا تیسرے دن تخلیہ میں ملاقات ہوئی۔ اور آخر وہی ہوا۔ جو مرزائی امت کے ظفر اللہ خان ایم ایم احمد سے مل کر کانچوڑ نکلا تھا۔ کہ ایم ایم احمد کو علیحدہ کرنے سے پہلے مجیب الرحمٰن پاکستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئے۔

(۳) اب مرزائیوں کے تمام تجربہ کار حسب مردانہ پاکستان میں عالمی استعمار کا آخری ناٹک کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کے یہودیوں کی طرح ملک کی مالیات بنکنگ، انشورنس اور انڈسٹری میں انہیں ان کے پس منظر، پیش منظر، اور تہہ منظر سے خارج نہیں کیا جا سکتا اب ان کے اقتدار کی راہ میں یہ چیزیں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

(۴) ملک کی بعض اہم آسامیاں قادیانی لئے رہے ہیں۔ مثلاً کئی ادارے قادیانی امت کے ہاتھ میں ہیں۔ جہاں ان افراد کی بڑی اکثریت معاشی طور پر پرورش پا سکتی ہے۔ اور سیاسی طور پر اقتدار کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔

(۵) ابھی تک پریس قادیانی امت کے ہاتھ میں نہیں آسکا بیشتر ورکنگ جرنلسٹوں میں کرپشن کی نیو رکھ دی گئی ہے۔ جس کی بدولت قادیانیوں کے پیچیدہ قسم کا مسئلہ خارج احتساب ہو چکا ہے

(۶) ملک کے بعض اہم اہل قلم اور اہل صحافت بالواسطہ مختلف شکلوں میں معاوضہ دے کر اس قسم کے مضمون لکھوائے جا رہے ہیں۔ جس سے قادیانی امت کے مخالفین ضعیف ہوتے جائیں۔ اور اس انتشار و افتراق کو ہوا ملتی رہے جو ان کے آئندہ اقتدار کی ضروری اساس ہے۔

(۷) سرحد و بلوچستان کی علیحدگی سے متعلق بالکل انہی خطوط پر قادیانی امت اقدام و کلام کا انبار لگا رہی ہے۔ جن خطوط پر شیخ مجیب الرحمٰن کو رگیدا جا رہا تھا۔ میرزائی امت کے مختلف نوجوان پارٹیوں میں حسب ہدایت شامل ہیں۔ قادیانی امت کا طرز عمل یہ ہے کہ خدمت کے روپ میں سرحد و بلوچستان کی سیاسی فضا کو اتنا مسموم کر دیا جائے۔ کہ علیحدگی کا مطالبہ حقیقت بن جائے۔ جب عالمی استعمار کی خواہش کے مطابق پاکستان جو کبھی مغربی پاکستان تھا۔ کئی ریاستوں مثلاً پختونستان، بلوچستان اور سندھودیش وغیرہ تقسیم ہو تو پنجاب میں حکمران طاقت یا سکھوں کے ساتھ مشترکہ طاقت کی سربراہی ان کے ہاتھ میں ہو۔

میرزائی سیاست کا خلاصہ یہ ہے کہ عالمی استعمار اس پاکستان کو عنقریب تقسیم سے تین چار ریاستوں میں بانٹنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ پختونستان بنے گا۔ بلوچستان بنے گا۔ سندھودیش بنے گا۔ ان کے اضلاع میں تھوڑا بہت رد و بدل ہو گا۔ ہو سکتا ہے۔ سندھ کا کچھ علاقہ بھارتی راجستھان کو چلا جائے۔ پختونستان میں پنجاب کے ایک دو اضلاع آجائیں۔ بلوچستان سندھ کے ایک دو اضلاع آجائیں۔ اور پنجاب میں ڈیرہ غازیخان کے ضلع پر اس کی نگاہ ہو۔ لیکن جتنی جلدی ہو سکے یہ قادیانی اپنے لئے ہی مفید گنتے ہیں۔ قادیانی امت کی اس مہرہ بازی کا خاص کلام یہ ہے کہ اپنے اس ابتدائی مقصد کے بعد پاکستان ختم ہو جائے گا۔ تو یکدم استعماری شہ اور بھارتی تعاون سے پنجاب میں اپنے استحقاق کا دعویٰ کریں گے کہ وہ ان کے گرودوں کی نگری ہونے کے باعث ان کا ہے۔ جس طرح سے یہودیوں نے فلسطین کو اپنے پیغمبروں کے مولد و مسکن و مرقد ہونے کی بنا پر حاصل کیا۔ اور اسرائیل بنا ڈالا۔ اسی طرح سے پنجاب سکھوں کے لئے ہو گا۔ بعض معلوم وجوہ کے باعث پنجاب اس وقت پختونستان، سندھودیش اور بلوچستان کی ناراضی میں ہو گا۔ میرزائی امت گرودوں کی نگری کے طالبین سے معاہدہ کر کے اپنے "مکہ مدینۃ النبی" قادیان کی مراجعت پر خوش ہو گی۔

بقیہ — عبادہ منگلوروں کی آمد کا

ہوئی سرگرمیوں پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ان نادروں کے بغیر مخصوص سرکاری اداروں اور بالعموم پولیس کے ہاں عوام کے جائز کام بھی نہیں ہو پاتے۔ ان سماج دشمن عناصر میں سے چند نے صحافت جیسے مقدس پیشے کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔

نامہ نگاران سے متعلق ایک اہم گذارش

قارئین کرام شاید آپ یہ محسوس کریں گے۔ کہ اس شمارے سے پاکستانی نامہ نگاران ختم نبوت کے اسمائے گرامی اندرونی ٹائیٹل سے حذف کیوں کئے گئے۔ کیا ان حضرات کی نامہ نگاری ختم کر دی گئی ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ جن حضرات کے اسمائے گرامی شائع ہو رہے تھے۔ وہ بدستور ہمارے نامہ نگار ہیں۔ کچھ انتظامی مشکلات درپیش تھیں۔ جن کی وجہ سے نام حذف کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے نامہ نگار حضرات کے نام درج نہیں تھے۔ وہ بھی بدستور ہمارے نمائندے ہیں۔ نئے کارڈوں کا اجراء ہجری سال کی ابتداء سے کیا جائے گا۔ اس لئے تمام نامہ نگاران حضرات اپنے کوائف اور درخواستیں از سر نو ارسال کریں۔ جوابی لفافہ بھی ہمراہ بھیجیں۔

(ادارہ)

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-165

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

پانچویں سالانہ

عالمی

ختم نبوت کانفرنس لندن

بمقام

ویمبلے کانفرنس سنٹر

مورخہ 18 جون بروز اتوار، بوقت صبح 9 بجے تا شام 8 1/2

کانفرنس میں؛ علماء کرام، مشائخ عظام، ممتاز مذہبی اسکالرز و دانشور ایمان افروز خطاب فرمائیں گے

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر صدارت
فدائے ملت جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی صاحب مدظلہ
صدر جمعیۃ علماء ہند

یہ کانفرنس ایسے موقع پر منعقد ہو رہی ہے جبکہ پوری ملت اسلامیہ شیطان رشدی کی شیطانی کتاب کی اشاعت پر سراپا احتجاج ہے۔

یاد رکھیے

مرزا کذاب قادیانی بھی ماضی میں شیطان رشدی کا کردار ادا کر چکا ہے۔ اس کی وہ توہین آمیز اور دل آزار کتابیں آج بھی چھپ کر شائع ہو رہی ہیں۔

آئیے

ملت اسلامیہ کو رشدی، قادیانی کے گمراہ کن عقائد سے آگاہ کریں اور بتائیں کہ!

شیطان رشدی —— مرزا کذاب قادیانی —— دونوں ملعون ہیں، مرتد ہیں۔

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوت
- حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

رابطہ کیلئے

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ، یو کے

فون
01-737-8199